عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۹

رمضان المبارک
۱۴۲۰ھ
جنوری
۲۰۰۰ء

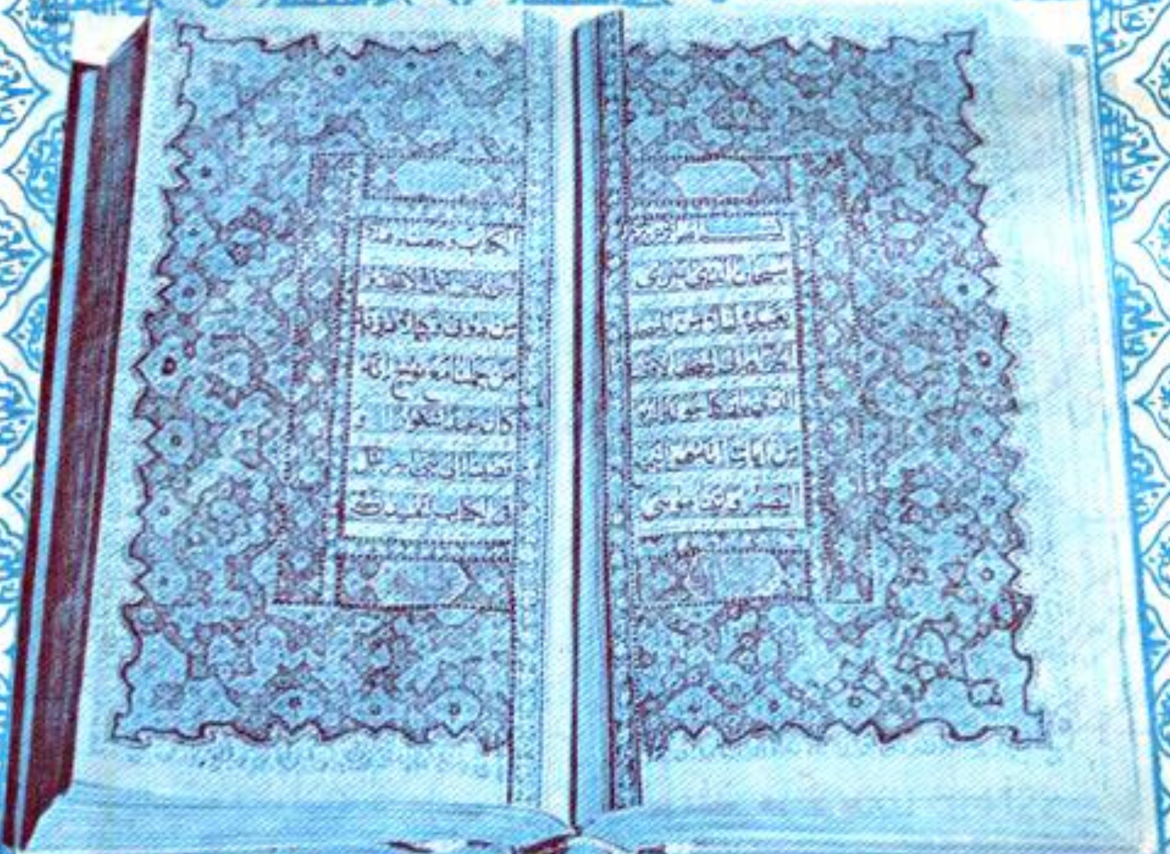

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۳ ۳۶

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

قادیانی جماعت کی خوش فہمی	اداریہ	3
تقریر: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	10
ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش	مولانا عبدالسلام ندوی	20
روزہ کی فضیلت واہمیت	مولانا محمد عبداللہ انور	26
مولانا محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ (قسط--2)	مولانا محمد اسماعیل	30
مولانا سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ	میاں محمد اسلم	40
العرف الوردی فی اخبار المہدی (قسط--12)	ترجمہ: قاری قیام الدین	45
اکابر کے خطوط	ادارہ	49
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	51
تبصرہ کتب	ادارہ	63

اداریہ

قادیانی جماعت کی خوش فہمی!

جنرل پرویز مشرف کے فوجی اقدام اور نواز شریف حکومت کی برطرفی کے بعد قادیانی جماعت کے مفرور سربراہ مرزا طاہر نے اپنی اقلیت کو حکومتی تبدیلی پر "امید کی کرن" کی بشارت دیتے ہوئے نوید سنائی کہ وہ جلد پاکستان پہنچیں گے۔ ملک کی حالیہ تبدیلی سے متعلق قادیانی جماعت کی خوشی اور دلچسپی کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ جنرل پرویز مشرف کے اقدام سے قادیانی جماعت کو خوش فہمی ہوئی کہ فوج کے برسر اقتدار آنے سے آئین منسوخ ہو جائے گا اور ان سے متعلق کی گئی 1974ء کی آئینی ترمیم غفر لہ ہو جائے گی۔ جس کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ لیکن قادیانیوں کو نامرادی اور مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

جنرل پرویز مشرف نے عنان حکومت سنبھال کر تدبر و فراست کا ثبوت دیا۔ ملک کے وسیع تر مفاد اور کسی بھی سیاسی بحران کی افتاد سے بچتے ہوئے انہوں نے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کی طرح آئین کو بالکل معطل نہیں کیا بلکہ ان دفعات کو معطل رکھنے کا اعلان کیا۔ جو چیف ایگزیکٹو کے آرڈر سے متصادم ہوں۔ قادیانی جماعت ہمیشہ ملک میں فوجی تبدیلی کے بعد خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ 1977ء میں جب بھٹو مرحوم کی حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لا لگایا تو قادیانی جماعت نے دوہری خوشی کا اظہار کیا تھا۔ ایک تو انہیں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا دھڑن تختہ ہونے کی خوشی تھی کیونکہ انہوں نے قومی اسمبلی کے فورم پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ دیا تھا۔ اس موقع پر قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر میں مٹھائیاں تقسیم ہوئیں' چراغاں کیا گیا۔ مارشل لا کے نفاذ کے اعلان سے انہیں یقین تھا کہ ملکی آئین منسوخ قرار پائے گا اور وہ اپنے آپ کو دوبارہ مسلمان کہلوا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں گے۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لا کے نفاذ کے باوجود آئین کا احترام کیا اور آئین کو صرف معطل رکھنے پر اکتفا کیا۔ اس طرح قادیانیوں کی خوشیاں دم توڑ گئیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ قادیانیوں نے جب بھی جن پتوں پر تکیہ کیا وہی ہوا دینے لگے' قادیانی جماعت نے ضیاء الحق حکومت سے بہت توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔ اسی ضیاء الحق کے دور میں امتناع قادیانیت

آرڈیننس مجریہ 1984ء کا نفاذ عمل میں آیا جس کے تحت قادیانیوں کی کھلی بندوں مذہبی تبلیغ، تشہیرا عبادت کرنے پر پابندی لگی۔

یہ بات ریکارڈ کا حصہ ہے کہ 1970ء کے عام انتخابات میں قادیانی جماعت نے پیپلز پارٹی کی کامیابی کے لئے ہر طرح سے تعاون کیا۔ اس جماعت کو برسر اقتدار لانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا "نصرت جہاں" فنڈ قائم کیا۔ خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں اور لجنہ اماء اللہ کی عورتوں نے انتخابی مہم میں بھر پور حصہ لیا۔ بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی کی کامیابی اور ان کے اقتدار کو قادیانی اپنے تحفظ کی ضمانت **سمجھنے لگے** تھے۔ قدرت کی شان بے نیازی کہ پھر ان کے ہاتھوں لائی گئی جماعت **نے ہی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار** دینے فیصلہ کیا۔

جنرل پرویز مشرف کے اعلان سے **قادیانیوں کی** خوش فہمی کافور ہو چکی۔ قادیانی جماعت کی آرزو کی نہ کھلنے والی کلی اب **بھی** نہ کھل سکی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی نامرادی کی تلافی اور اقلیت کے افراد کو پرعزم رکھنے کے لئے جنرل پرویز مشرف کی ذات سے متعلق ان کے "احمدی" ہونے کا تاثر عام کر رکھا ہے۔ اس بارے میں ملک بھر میں جتنا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اس کے پس پردہ قادیانی جماعت ہے۔ ہم جنرل صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ ان کے متعلق مذموم پروپیگنڈہ قادیانیوں کی سازش ہے۔ قادیانیوں کا مقصد یہ ہے کہ جنرل صاحب کے بارے میں یہ زہر پھیلا کر عوام کو فوج سے متنفر کیا جائے اور دینی قوتوں کو جنرل مشرف کے خلاف صف آراء کیا جائے۔ ہم جنرل صاحب سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر اس کا نوٹس لیں۔ جنرل پرویز مشرف چاہے جس سوچ اور فکر کے مالک ہوں ہماری معلومات کے مطابق وہ مسلمان ہیں۔

نئے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی سیکورٹی کونسل میں کوئی قادیانی نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس پہلو سے غافل نہیں بلکہ نظر رکھے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر محمد یعقوب سابق گورنر سٹیٹ بینک کے بارے میں ان کے قادیانی ہونے کی خبریں بھی محض افواہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سیکورٹی کونسل میں محترم محمود احمد غازی کا لیا جانا جنرل مشرف کی نیک نامی میں یقیناً اضافہ کا باعث ہوگا۔ یہ ان کی مثبت سوچ کا ثبوت بھی ہے۔ سندھ کابینہ میں کنور ادریس (قادیانی) کے شامل کئے جانے کی خبر بھی دم توڑ گئی۔ گورنر [illegible] اوڈ پوتا نے کابینہ کی تشکیل وترتیب میں بلاشبہ دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور احتساب قادیانیت کے سلسلہ میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ جو سیاسی آلودگی اور انتخابی سیاست سے ہمیشہ لاتعلق رہی ہے۔ جماعت کے رہنماؤں کا مطالبہ ہے:

(1)------جنرل پرویز مشرف فوری طور پر اپنی ذات کے حوالہ سے وضاحت کریں۔ تاکہ ان کے خلاف قادیانیوں کے مذموم پروپیگنڈے کا تدارک ہو سکے اور عامتہ الناس مطمئن ہو سکیں۔

(2)------عبوری حکم نامہ جاری کیا جائے جس میں اسلامی دفعات' تحفظ ناموس رسالت کے قانون اور قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کے بارے میں واضح اعلان ہو۔ تاکہ دینی حلقوں میں پائی جانے والی تشویش دور ہو سکے۔

(3)------کسی بھی وزیر یا اہم عہدہ پر تعیناتی کے موقع پر حلف نامہ میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق حلفیہ کلمات ضرور شامل کئے جائیں۔

(4)------تمام کلیدی عہدوں بالخصوص مسلح افواج میں قادیانی افسروں کو نکالا جائے۔ کیونکہ تنسیخ جہاد قادیانیوں کا الہامی اور ایمانی حصہ ہے۔

12 اکتوبر کی تبدیلی کے بعد قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں میں اچانک اضافہ ہو گیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ملک کے مختلف حصوں سے برابر یہ شکایات اور اطلاعات مل رہی ہیں کہ قادیانی بعض جگہ کھلے بندوں اپنے مذہب کی تبلیغ اور تشہیر میں مصروف ہیں۔ قادیانی جماعت کے ہیڈ کوارٹر چناب نگر سابقہ ربوہ میں تین دسمبر کے جمعہ کے اجتماع میں قادیانیوں نے اپنی اقصیٰ نامی عبادت گاہ میں پہلی بار لاؤڈ اسپیکر چلا کر مسلمانوں کے دینی جذبات کو مجروح کیا۔ قادیانیوں کی ان غیر قانونی و غیر آئینی سرگرمیوں کے باعث مسلمانوں میں مسلسل تشویش اور اضطراب پھیل رہا ہے۔ ہم چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف گورنر پنجاب لفٹیننٹ جنرل (ر) محمد صفدر سے استدعا کریں گے کہ یہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قادیانی جماعت دسمبر کے آخری عشرہ میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا کرتی تھی۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد ان کا جلسہ قانوناً ختم ہو گیا۔ اب سالہا سال سے ان کا جلسہ کالعدم ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق قادیانی موجودہ حالات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے سالانہ جلسے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جلسہ گاہ اور پنڈال کی تیاری ہو رہی ہے' مہمان خانوں میں صفائی اور رنگ و روغن ہو رہا ہے۔ وہ تاثر یہ دے رہے ہیں کہ آئین کے معطل ہونے سے ان کے خلاف کی گئی آئینی ترمیم بھی معطل ہے۔

اس لئے وہ اپنا جلسہ کر سکتے ہیں۔ جنرل صاحب کو اس لئے بھی قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لینا چاہئے کہ قادیانیوں سے متعلق امتناع قادیانیت آرڈیننس ان کے پیش رو جنرل ضیاء الحق کی یادگار ہے۔ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیاں اور مسلمانوں کے دینی جذبات سے کھیلنے کا کھیل فوجی حکومت کو ناکام بنانے کی سازش ہے۔ قادیانی جماعت خوش فہمی کا شکار ہے اور رہے گی۔ قادیانیوں کے سربراہ کی بشارتیں پندرہ برس سے ان کا دل بہلا رہی ہیں۔ نہ کبھی بشارت نے عملی رنگ اختیار کیا' نہ کسی نوید مسرت کا غنچہ کھل سکا۔

قیامت سے پہلے قیامت---صدی کا عظیم المیہ

1999ء کا سال الوداع ہونے کو ہے۔ یہ بھی گزر جائے گا لیکن اپنی تلخ ترش یادوں میں ایک ایسی ہولناک یاد چھوڑ جائے گا جس کا مدتوں ماتم ہوتا رہے گا۔ تھانہ راوی روڈ لاہور کا واقعہ جس میں ایک سفاک ملزم نے 100 بچوں کو بے دردی سے اذیتیں دے کر قتل کیا۔ ایسا دلخراش اور لرزہ خیز سانحہ جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ 100 ماؤں کی دلدوز چیخوں اور آہ و بکا سے پورا ملک لرز اٹھا ہے۔ جن ماؤں کے معصوم لخت جگر اور دل کے ٹکڑوں کو بغیر کسی گناہ کے تیزاب کی نذر کیا گیا۔ ان ماؤں کے نہ رکنے والے آنسوؤں سے ایک اور راوی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ ملزم کی گھناؤنی واردات پر انسانیت شرمندہ ہے اولاد والے کئی روز سے سو نہیں سکے' پولیس کی تفتیش کارروائی انداز ابھی تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکا۔ ملزم کے قریبی ساتھی اسحاق بلا کی پولیس حراست کے دوران ہلاکت کے بعد پولیس کی نااہلی پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی ہے۔ ملزم کے تمام رشتہ دار پولیس گرفتار کر چکی ہے لیکن ابھی تک ملزم قانون کے ہاتھوں میں نہیں آسکا۔

اس المیہ کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ ملزم جاوید چند روز قبل ایک پولیس افسر کے روبرو خود پیش ہوا۔ اس نے 100 بچوں کے قتل کا اعتراف کیا۔ اس نے کہا کہ ضمیر کا بوجھ اسے یہاں لے آیا ہے۔ لہذا وہ اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق پولیس افسر نے اسے پاگل قرار دے کر اپنے دفتر سے نکال دیا۔ ملزم نے ڈی آئی جی لاہور کو ایک خط کے ذریعے واردات کا انکشاف کیا۔ ڈی ایس پی' سی آئی اے لیفٹیننٹ طارق کمبوہ کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ جنہوں نے جائے واردات کا معائنہ کرنے کے بعد وقوعہ کو جھوٹ قرار دینے کی رپورٹ دی۔ اس دوران ایک اخبار کو اطلاع مل جانے پر جب صحافی وہاں پہنچے تو پولیس بھی آگئی۔ پھر اندر سے دو نعشیں اور تیزاب والے ڈرم برآمد ہو گئے۔ یہاں یہ امر قابل

ذکر ہے کہ ملزم جاوید اقبال پہلے پولیس کی طرف سے ایکشن لئے جانے کا انتظار کرتا رہا۔ پولیس کی روائتی نااہلی اور فرائض سے غفلت کے بعد اس نے اخبار کو اطلاع دی۔ 2 دسمبر کو جب صحافیوں اور پولیس نے جائے واردات کا معائنہ کیا تو وہاں ملزم نے دیواروں پر مختلف پوسٹرز لکھ کر اعتراف جرم کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ اس نے پولیس گردی کے خلاف احتجاج کے طور پر سو بچوں کو اذیتیں دے کر قتل کر دیا ہے۔ ملزم جاوید اقبال نے اپنی تحریروں میں پولیس کو آگاہ کیا کہ ثبوت کے طور پر وہ گھر کے اندر ایک ڈرم کے اندر تیزاب میں دو نعشیں صرف اس لئے چھوڑ رہا ہے کہ سب کو اس کی حقیقت کا یقین ہو جائے۔ ملزم نے طریقہ واردات کے بارے میں لکھا کہ وہ پہلے بچے کی تصویریں بناتا پھر زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد اذیتیں دے کر قتل کر دیتا اور اس کی نعش تیزاب والے ڈرم میں ڈال دیتا۔ بعد ازاں نعش کو تیزاب کے اندر محلول بن جانے پر گٹر کے پانی میں ضائع کر دیتا۔ ملزم کے خط اور گھر سے برآمد ہونے والی ڈائری کے مطابق اس گھر کے اندر دو بوریوں میں ان بچوں کے جوتے' تین بوریوں میں بچوں کے کپڑے' اور 57 بچوں کی فوٹو گراف برآمد کر لئے گئے۔ 100 بچوں کی ہلاکت کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اخبارات میں خبریں اور تصاویر شائع ہونے پر گمشدہ بچوں کے لواحقین لاہور آگئے اور یہاں تھانہ راوی روڈ میں ان کی تصاویر' کپڑے اور جوتوں سے اپنے پیاروں کو شناخت کرنے لگے۔ پولیس نے ایک دم اتنی بڑی واردات کے انکشاف پر ملزم جاوید اقبال کے رشتے داروں' دوست احباب اور بعض پولیس اہلکاروں کو بھی گرفتار کر لیا چونکہ ملزم کا ان پولیس افسران اور ایس ایچ او صاحبان سے اچھا خاصا تعلق تھا۔ اس لئے انہیں بھی شامل تفتیش کر لیا گیا۔ پورے ملک سے پولیس کی نااہلی پر کڑی تنقید کے پیش نظر اور ملزم کی گرفتاری کے لئے ہر طرف سے ناکامی کے بعد پولیس حکام نے جاوید اقبال کے دو پرانے ملازموں ظفر اور صابر کو اس کا ساتھی قرار دے دیا اور پریس کے سامنے لانے کی بجائے تفتیش کی اور ان سے ملزم کے ساتھ وارداتوں میں حصہ لینے کا اعتراف کروالیا۔ تاہم اس سنگین واردات کے حوالے سے حکومت کا فرض ہے کہ وہ محض پولیس کی رپورٹ پر اعتماد کرنے کی بجائے پولیس کے سامنے اعتراف جرم کرنے والے ہر فرد سے آزادانہ ماحول میں غیر جانبدارانہ تفتیش بھی کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پولیس کی بہت بڑی نااہلی ہے؟ اور کسی بھی ذمہ دار فرد یا ادارے کو ممکنہ دباؤ کے پیش نظر کسی بے گناہ کے گلے میں پھندا ڈالنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

سید عطاء المحسن شاہ بخاری بھی چل بسے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند سید عطاء المحسن شاہ بخاری 19 نومبر بروز جمعۃ المبارک اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امیر شریعت کی وفات حسرت آیات کے بعد یہ تیسرا سانحہ ہے۔ قبل ازیں اماں جی‘ سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحلت فرما گئے تھے۔ شاہ صاحبؒ کی وفات سے ایک دفعہ پھر سابقہ سانحات کے زخم تازہ ہو گئے۔ سید عطاء المحسن کافی عرصہ سے بیمار تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے دینی‘ تعلیمی‘ ادبی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ کچھ مدت پہلے مرحوم ایک قومی اخبار میں کالم بھی لکھتے تھے۔ جسے قارئین بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔

سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار اوصاف و کمالات سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنے عظیم والد کی خوبیاں ودیعت کر رکھی تھیں۔ زبان و بیان‘ بذلہ سنجی‘ حاضر جوابی‘ جمال و جلال کا مرقع تھے۔ ان کی ذات کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ برصغیر پاک و ہند کی نابغہ روزگار ہستی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ انہوں نے والد کی روایات کو برقرار رکھا۔ تمام عمر عقیدہ ختم نبوت اور سربلندی اسلام کے لئے وقف رکھی۔ جرات و شجاعت حق گوئی و بے باکی تو انہیں ورثے میں ملی تھی۔ سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کا ذاتی حیثیت سے اچھا خاصا حلقہ تھا۔ 20 نومبر کی صبح جب ان کا جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ پرنم ہر چہرہ اشکبار تھا۔ ان کے ذاتی دوستوں اور احرار کارکنوں کا جم غفیر جنازہ کے ساتھ تھا۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ نے شاہ صاحبؒ کے جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کی۔ حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم‘ نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ‘ مولانا مفتی محمد جمیل خان‘ مولانا اللہ وسایا نے اپنے اپنے پیغام میں اظہار تعزیت کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر اور مراکز میں حضرت شاہ صاحبؒ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ ادارہ لولاک حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات پر سید عطاء المومن شاہ بخاری‘ سید عطاء المہیمن شاہ بخاری‘ سید کفیل شاہ بخاری‘ احرار رہنماؤں‘ کارکنوں اور خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی رحلت

6دسمبر کی شام ممتاز عالم دین اور جماعت اہل حدیث کے مقتدر رہنما مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ مرحوم گزشتہ سات برس سے علیل تھے۔ حافظ صاحب کی دینی' ملی' خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مرحوم نے تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑی جگر داری سے حصہ لیا تھا۔ مولانا عبدالقادر روپڑی ایک معتدل مزاج دینی رہنما کی حیثیت سے دیگر تمام مکاتب فکر میں قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مولانا مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق کے ابتدائی دور میں ان کے مشیر بھی رہے۔ مولانا روپڑیؒ کو وفاقی شرعی عدالت اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا رکن بھی نامزد کیا گیا تھا۔ انہیں دینی امور میں دسترس اور علم و فضل کے باعث صدارتی تمغہ حسن کارکردگی بھی دیا گیا تھا۔ حافظ عبدالقادرؒ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید مرزائیت کے محاذ پر بھی پیش پیش رہے۔ مرحوم ہر سال چنیوٹ اور بعد ازاں چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں میں باقاعدگی سے تشریف لایا کرتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے سانحہ ارتحال پر ان کی جماعت اور خاندان دونوں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی دینی و ملی خدمات کو منظور فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔

بقیہ: العرف الوردی فی اخبار المہدی

الرضوان آئیں گے۔ ان کی عمردراز ہو یا مختصر۔ لیکن وہ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال حکمرانی کریں گے۔ پس زمین کو انصاف وعدل سے ایسے لبریز کردیں گے جیسے پہلے وہ ظلم وجور سے لبریز تھی۔ آسمان فروانی سے بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداواری برکتیں اگلے گی۔ میری امت ان کے زمانہ میں ایسی خوشحال زندگی بسر کرے گی کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہ ہوگی۔

ابن ابی شیبہؒ حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں' کہ شب وروز کی گردش اس وقت تک ختم نہ ہوگی' جب تک ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان (آخر زمانہ میں) حکمرانی نہ کرے۔ نہ فتنے اس کے قریب ہوں گے نہ وہ فتنوں کے قریب ہوگا۔ دریافت کیا گیا' اے ابن عباسؓ آپ کے بڑے تو یہ فضیلت پا نہ سکے۔ کیا آپ کے نوجوان اسے پالیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے وہ جسے چاہے عطا کرے۔

تحفظ ختم نبوت

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سلسلہ کلام کا آغاز ان لفظوں سے فرمایا

جناب صدر گرامی قدر' دوستو' بزرگو اور بھائیو !

یہ اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ کی طرف سے منعقد کیا گیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ملک کے اندر ایک دینی اور تبلیغی جماعت ہے جس کا مرکزی دفتر ملتان میں ہے۔

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ جب قید و بند کی سزا بھگت کر جیل سے رہا ہوئے تو آپ نے اپنے تمام پرانے ساتھیوں کو جو مجلس احرار کے کارکن تھے' اپنے مکان پر بلایا اور ان سے فرمایا کہ ہماری جد جہد ملک کی آزادی کے لئے تھی ہم نے ایک طویل مدت تک بڑی پامردی سے یہ جنگ لڑی الحمدللہ اور اس میں ہم سرخرو ہوئے۔ ملک آزادی سے ہم کنار ہوگیا' انگریز یہاں سے بوریا بستر باندھ کر چلا گیا ہم نے جنگ جیت لی ہمارا مقصد پورا ہوگیا اب ہمیں ملک میں سیاسی کام کو چھوڑ کر صرف تبلیغی محاذ پر سرگرم عمل ہونا چاہیے۔ بعض دوستوں نے حضرت شاہ صاحب ؒ کے اس مشورہ سے اختلاف کیا اور سیاست میں حصہ لینے پر اصرار کرتے رہے۔ اس پر حضرت شاہ صاحب ؒ نے ان دوستوں سے کہا کہ وہ اپنی علیحدہ تنظیم قائم کرکے سیاسی کام کریں۔ چنانچہ مجلس احرار کا نظام ان لوگوں کے سپرد ہوا' جو سیاست کو ترک کرنا نہیں چاہتے تھے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے آپ نے ایک علیحدہ جماعت کی تشکیل فرمائی۔ جو صرف تبلیغی میدان میں سرگرم عمل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب ؒ زندگی کے آخری ایام تک اسی تبلیغی عمل سے منسلک رہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی سربراہی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت سراسر ایک غیر سیاسی جماعت ہے اس جماعت کے اراکین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ لوگ الیکشن میں حصہ نہیں لیتے اس جماعت کی طرف سے کوئی شخص کسی بھی سیاسی انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا البتہ الیکشن میں ان کی دلچسپی صرف اس حد تک ہے کہ وہ صحیح آدمی کو اپنا ووٹ دیں اور ایسے لوگوں کی حمایت کریں جو اس ملک میں قرآن وسنت کا قانون نافذ کرنے کا عہد کریں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا براہ راست الیکشن لڑنے سے احتراز اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ جماعت ہرگز سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ خالصتاً" ایک دینی اور تبلیغی ادارہ ہے۔

اندورون ملک کے علاوہ ہماری جماعت کی شاخیں بیرون ممالک میں بھی ہیں جہاں تک اندرون ملک ہماری تبلیغی مساعی کا تعلق ہے ملک کے دونوں حصوں میں ہمارے مبلغ پوری تن دہی سے کام کررہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں مشرقی پاکستان میں اپنی جماعت کی کارگزاری اور اس کی رفتار کار کا جائزہ لینے کے لئے وہاں گیا تھا۔ ایک مبلغ پہلے ہی وہاں کام کررہا تھا میرا قیام وہاں چودہ دن تک رہا اس عرصہ میں' میں نے اس علاقہ کے چار اضلاع کا دورہ کیا ان چاروں اضلاع میں ہماری جماعت کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں ایک اور مبلغ کا تقرر بھی عمل میں آچکا ہے۔ پچھلے ہفتے وہاں سے خط آیا کہ انھوں نے ضرورت کے تحت ایک تیسرے مبلغ کو بھی مقرر کرلیا ہے۔ ان مبلغین کی تنخواہیں اور ان دفاتر کے تمام اخراجات مرکزی دفتر ملتان کے ذمہ ہوں گے۔

چالیس مبلغ پہلے ہی کام کررہے تھے تین مبلغ مشرقی پاکستان کے لئے بھی متعین کردیئے گئے ہیں اس طرح مشرقی اور مغربی پاکستان میں کام ہورہا ہے۔

جہاں تک بیرونی ملکوں میں ہماری تبلیغی مساعی کا تعلق ہے ایک مبلغ جزائر فجی کے لئے زیر تربیت ہے اور جونہی اس کی تربیت کا کورس مکمل ہوا اسے غرب الہند کے اس دور افتادہ علاقہ میں بھیج دیا جائے گا۔ اس جزیرے میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر اس علاقہ کے مسلمانوں میں خاصی تشویش پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ہمارے ناظم اعلیٰ مولانا لال حسین اختر کو بطور خاص وہاں بھیجا گیا وہاں انہوں نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ جماعت کی ایک بیرونی شاخ بھی وہاں قائم کردی گئی ہے اس سے پہلے اس علاقہ میں دینی مدرسہ نہیں تھا یہ شرف اس جماعت کو حاصل ہوا ہے کہ اس نے فجی آئی لینڈ میں ایک دینی اور تبلیغی مدرسہ قائم کیا۔ جس میں سترہ اٹھارہ بچے قرآن پاک حفظ کررہے ہیں اور دینی تعلیم بھی حاصل کررہے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا لال حسین اختر نے تقریباً" ایک سال تک انگلستان کا دورہ کیا اور وہاں بھی قادیانیت کی تردید کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی نشرواشاعت کے لئے مثبت اور دوررس اقدامات کئے۔ چونکہ انگلستان میں ایک سال سے زیادہ عرصہ کے قیام کی مولانا موصوف کو اجازت نہیں مل سکی تھی اس لئے وہ یورپ اور امریکہ کے بعض دوسرے ممالک میں تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے اور اب دوبارہ انگلستان پہنچ چکے ہیں جہاں مزید چار ماہ تک ان کا قیام رہے گا۔ انگلستان کے متعدد شہروں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہوچکے ہیں۔ ابھی حال ہی میں مولانا نے اطلاع دی ہے کہ انھوں نے انگلستان کے مسلمانوں کی مشترکہ مساعی اور اشتراک عمل سے لندن کے قریب ایک شہر

میں باون ہزار روپے سے ایک بلڈنگ خرید کی ہے جسے انگلستان میں مرکزی دفتر کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس عمارت کی رجسٹری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان کے نام ہو چکی ہے۔ اس عمارت میں دفتری امور کے علاوہ لائبریری دینی مدرسہ دار المطالعہ وغیرہ قائم کردیئے گئے ہیں اور کام شروع ہو چکا ہے۔

ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم اس کام کو اور زیادہ ترقی دیں اور ایسے ذرائع بروئے کار لائیں جن سے دین کا کام اور زیادہ وسیع ہو جائے۔ ہمارے پیش نظر کیا مقاصد ہیں؟

دو اہم مقاصد ہمارے پیش نظر ہیں۔

نمبرا ملک کی حالت سدھر جائے اور ہر شعبہ زندگی اصلاح پذیر ہو جائے۔

نمبر۲ ملک قادیانیوں کی دستبرد سے بچ جائے اور مسلمان اس فتنہ سے محفوظ رہیں۔

ملک میں بہت سے اسلامی فرقے ہیں اور ان کے نظریات میں اختلاف ایک قدرتی امر ہے۔ ان مسائل میں ہمارا بھی اپنا ایک عقیدہ اور ایک رائے ہے لیکن ہمارے پیش نظر جو مقاصد ہیں ان کی بناء پر ہم اپنے ان اختلافات کو قطعاً" کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میرا بھی ایک نظریہ ہے اور آپ کا بھی ایک نظریہ ہے' ہر شخص کسی نہ کس معاملہ میں اپنا ایک مخصوص نظریہ رکھتا ہے لیکن ہماری جماعت کے دستور میں صاف طور پر لکھا ہے کہ نظریات کے اختلاف کے باوجود ہر مسلمان فرقے کا عالم ہماری جماعت کا رکن بن سکتا ہے اور مبلغ بن سکتا ہے۔ دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور شیعہ فرقہ کا کوئی بھی شخص اس جماعت کی رکنیت اور مبلغ بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایک طرف معاشرہ کی اصلاح ہو' دوسری طرف قادیانی فتنہ نیست و نابود ہو جائے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ تاجر طبقہ بے ایمانی نہ کرے' ملاوٹ سے باز رہے' افسر رشوت نہ لیں' حکام عدل وانصاف سے کام لیں' ملک سے بد دیانتی' رشوت' بے ایمانی' چوربازاری' ظلم اور دیگر ہر قسم کی بدعنوانی کا خاتمہ ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ قادیانی فتنہ کا ڈھونگ ختم ہو اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی یہ اسلام دشمن تحریک نیست و نابود ہو جائے۔ گویا ہم اس ملک کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی ملک بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک قادیانی نبوت کا یہ کاروبار بند نہیں ہوتا اس ملک کی سالمیت محفوظ نہیں اور نہ یہاں کبھی اسلام آسکتا ہے۔ اس ملک کو ایک اسلامی مملکت بنانے کا خواب اسی وقت شرمندہ تعبیر ہوگا جب صرف رسول اکرم ﷺ کی نبوت بلکہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ اس ملک میں نافذ ہوگا۔ حکومت بھی اسے بطور ایک مذہبی عقیدے کے اپنائے۔ اس عقیدے کو ملکی سطح

پر اور بین الاقوامی بنیادوں پر تسلیم کرانے کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ تمام فرقے مل کر اور متحد ہو کر جدوجہد کریں جب تک اس فتنہ کا مکمل استیصال نہ ہو جائے ہمیں اپنے فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال دینا چاہیے۔

اب میں قادیانیت کے ضمن میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات تو وہ ہوتی ہے جو فقہ کی کسی کتاب میں لکھی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مثلاً" ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے کہ اس میں اختلاف کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کوئی شخص آکر یہ نہیں کہتا کہ ہوا خارج ہونے سے وضو کے ٹوٹنے کا آخر کیا تعلق ہے اور پھر جہاں سے یہ خارج ہوتی ہے اسے دھونے کی بجائے ہاتھ پاؤں اور منہ دھونے اور سر کا مسح کرنے کی کیا تک ہے۔ اس لئے کہ یہ دین کا ایک واضح مسئلہ ہے اور اگر کوئی شخص اس مسئلہ میں کج بحثی کرے تو ہم اسے یہ کہہ کر چپ کرادیں گے کہ دینی مسائل میں حجت بازی اور عقلی منطق نہیں چلتی۔ مسئلہ یہی ہے' مانتے ہو تو مانو ورنہ جاؤ جہنم میں' اس لئے کہ دین نام ہے اتباع سنت نبوی ﷺ کا اور نبی ﷺ کا فرمان یہی ہے کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن جہاں معاملہ عقل کا ہو تو وہاں حجت بازی ہو سکتی ہے اور دو رائیں ہو سکتی ہیں اور ضروری نہیں کہ ہر شخص کی سوچ درست ہو۔ مرزا غلام احمد نے اپنی عقل سے کام لے کر یہ کہا کہ نبوت ایک رحمت ہے اس لئے اسے جاری رہنا چاہیے۔ اس کو یہ دلیل عقل نے سمجھائی لیکن عقلی اعتبار سے یہ بات اتنی لچر پوچ ہے کہ اس کی تردید کی بھی چنداں حاجت نہیں تاہم عقل کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بہت سی رحمتیں ایسی ہیں اگر حد سے بڑھ جائیں تو زحمتیں بن جاتی ہیں۔ بارش ایک رحمت ہے لیکن یہی بارش اگر مسلسل برستی رہے تو زحمت کا سبب بن جاتی ہے اور لوگ اس کے رکنے کی دعائیں کرنے لگتے ہیں۔

ایک شخص کے لڑکے کی شادی تھی اس نے اپنے بڑے بھائی کو بھی اس شادی میں بلایا مگر وہ نہ آیا۔ پھر اس بڑے بھائی کے لڑکے کی شادی ہوئی اس نے چھوٹے کو بلایا۔ وہ اس شادی میں شریک ہوا ایک شخص نے چھوٹے بھائی کو ملامت کی کہ جب تمہارا بڑا بھائی تمہاری خوشی کی تقریب میں شامل نہیں ہوا تھا تو تم کیوں اس کی خوشی میں شریک ہوئے۔ اس نے جواب میں کہا کہ آخر کو وہ میرا بڑا بھائی تھا' باپ کے برابر تھا میرا فرض تھا کہ میں ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا۔ دیکھا آپ نے ایک شخص کو اس کی عقل نے شادی میں شرکت کے بارے میں ایک دلیل سمجھائی اور دوسرے کو دوسری دلیل تو گویا عقل کوئی ایسا معیار نہیں ہے جس کی بناء پر کسی کو غلط اور کسی کو صحیح مان لیا جائے۔ عقل کی مثال تو گیلے آٹے کی طرح ہے اس سے روٹی بھی پکائی جا سکتی ہے تندور

میں بھی اور توے پر بھی۔ چپاتی بھی اور ڈبل روٹی بھی ہر شے اس سے تیار ہو سکتی ہے بسکٹ بھی اس سے بنائے جاتے ہیں اور بھینس کو آٹے کا پیڑا بنا کر بھی کھلایا جا سکتا ہے۔ عقل کو شریعت کے موافق بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور شریعت کے خلاف بھی۔ میں بھی اپنی اس تقریر میں کچھ باتیں عقل سے متعلق کرنا چاہتا ہوں لیکن میری عقل دین کے تابع ہے اس لئے میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو دین کے خلاف ہو۔

میری ان باتوں کے مخاطب دراصل افسر لوگ ہیں۔ افسروں سے ہمارا رابطہ بہت کم ہو گیا ہے قصہ یہ ہے کہ افسر ہمارے اجتماعات میں بہت کم آتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی ان کا آنا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ پتلون والا داڑھی والے سے بیزار ہے اور داڑھی والا پتلون والے کو شیطان سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ دونوں طبقے ایک دوسرے سے دور دور اور الگ تھلگ رہتے ہیں۔ یہ دوری یہ بعد اور یہ منافرت انگریز کی پیدا کردہ ہے انگریز نہیں چاہتا تھا کہ افسر لوگ علماء سے ربط ضبط رکھیں اسے خطرہ تھا کہ اگر افسروں اور ملازم پیشہ لوگوں میں دین کا صحیح شعور پیدا ہو گیا تو پھر افسر سرکار کے نہیں رہیں گے اور حکومت سے ان کی وفاداریاں کمزور پڑ جائیں گی۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر ان دونوں طبقوں کو آپس میں بر سر پیکار دیکھنا چاہتا تھا۔ انگریز کی سیاست تھی ”پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو“ اور وہ اس پالیسی کو ہر جگہ اور ہر طبقہ کے خلاف استعمال کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے مسٹر اور ملاں کے درمیاں نفرت کی ایک دیوار کھڑی کر دی۔ ہمیں چاہیے کہ اس دیوار کو گرا دیں اور افتراق کی وہ خلیج پاٹ دیں جو انگریز نے بنائی تھی نہ سب داڑھی والے اچھے اور نہ سب داڑھی منڈے برے ہیں کیونکہ اچھے اور برے لوگ ہر گروہ اور ہر طبقہ میں ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک داڑھی منڈا اپنے دل میں داڑھی والے سے زیادہ دین کا درد رکھتا ہو اور اس میں دین کی خدمت کا جذبہ زیادہ ہو۔ یہ خدا کی دین ہے کہ تحریک ختم نبوت میں بہت سے داڑھی منڈوں نے سینہ پر گولیاں کھائیں اور خوشی خوشی جام شہادت نوش کیا جب کہ بہت سے دین کے نام پر روٹی کھانے والے پیچھے رہ گئے تھے۔ تو اصل معاملہ دین سے تعلق اور وابستگی کا ہے اور یہ کسی خاص گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے۔

تبلیغ دین کے تین طریقے

ہمارے ہاں دین کی تبلیغ کے عموماً تین طریقے رائج ہیں اور یہ افسر حضرات ان تینوں طریقوں سے بے تعلق رہے ہیں۔ تبلیغ کی ایک صورت تو عربی مدارس ہیں لیکن عربی مدارس میں افسروں کے لڑکے پڑھنے

نہیں آتے ہیں ان مدرسوں میں زیادہ تر غریب غربا کے بچے پڑھتے ہیں۔

تبلیغ کی دوسری صورت وعظ و نصیحت کی مجالس میں جمعہ کا خطبہ ہے۔ صبح وشام کا درس قرآن وحدیث ہے ان مجالس میں بھی افسر طبقہ شرکت نہیں کرتا اور مسجدوں میں نماز پڑھنے نہیں آتے اگر پڑھتے بھی ہیں تو اپنی کوٹھیوں کے اندر ہی پڑھ لیتے ہیں۔

تیسرا طریقہ ہماری تبلیغ کا عام جلسے ہیں ہم ان کے اشتہارات چھاپتے ہیں' منادی کراتے ہیں اور لوگوں کو ان جلسوں میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن ان جلسوں میں بھی افسر حضرات شریک نہیں ہوتے۔ صرف غریب غربا ہی اس میں حصہ لیتے ہیں۔

چنانچہ میں نے اس مقصد کے لئے کہ افسروں سے بھی رابطہ قائم کیا جائے ان سے ملاقاتوں کا پروگرام طے کیا ہے اور میں نے اپنے لئے ایسے دن مخصوص کئے ہیں جن میں ان افسروں سے ان کے دفتروں' ان کی کوٹھیوں اور ان کے مکانوں پر ملاقات کروں اور ان سے عرض کروں کہ دین کی کچھ باتیں صرف پندرہ منٹ کے لئے میں ان کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ بھی اسی طرح کوئی اچھی بات یا کوئی اچھا مشورہ ان کے ذہن میں ہو تو وہ مجھ سے کہہ دیں کہ دین کا یہ کام یوں ہونا چاہیے۔ پچھلے دنوں میں نے سیکرٹریٹ میں چار افسروں سے ملاقات کی اور انہیں بغیر کسی سابقہ واقفیت کے جاکر اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام محمد علی جالندھری ہے میں امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری کا ساتھی ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو دین کی بات سناؤں اور آپ سے دین کی بات سنوں اور اس موضوع پر آپ سے تبادلہ خیال کروں۔ ان افسروں نے اس طریقہ کو پسند کیا اور مجھ سے کہا کہ آپ جب چاہیں ہمیں اپنے دفتر بلا لیا کریں ہم وہاں حاضر ہوجایا کریں گے۔ ان افسروں تک اپنی بات پہنچانے کا ایک اور راستہ بھی ہے کہ سی آئی ڈی کے رپورٹر حضرات میری تقریر لکھیں اور ان افسروں تک پہنچا دیں اس لئے میں ان رپورٹروں سے شفقت کا برتاؤ کرتا ہوں اور جتنے بھی ڈائری لکھنے والے ہیں میں ان سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں لیکن ان کا ہمارے ساتھ برتاؤ یہ ہے کہ ہم جو اچھی باتیں کہتے ہیں انہیں تو یہ لکھتے ہی نہیں اور گورنمنٹ کے خلاف اگر کوئی بھولے سے بھی کہہ دیں تو اسے فوراً قلمبند کرلیتے ہیں۔ گویا جو بات لکھنے کی تھی وہ تو نہیں لکھی اور کوئی ایسی بات جس سے قانون کی کسی شق پر زد پڑتی ہو اسے فوراً لکھ کر آگے رپورٹ کردیتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے ایک مجسٹریٹ سے کہا تھا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ تم جلسے کرتے اور ہمیں ان جلسوں میں بلاتے اور ہم ان میں وعظ کہتے لیکن تم الٹا ہم پر پابندی لگاتے ہو اور کبھی وارننگ دیتے ہو کبھی نوٹس

بھجواتے ہو۔ حالانکہ ہم معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور ملک وملت کے استحکام اور اتحاد بین المسلمین کی دعوت دیتے ہیں۔

اپنا حق مانگنا بھی جرم بغاوت ہے یہاں
جس کی پاداش میں ہونٹوں کو سیا جاتا ہے

اتحاد بین المسلمین

اب میں اتحاد بین المسلمین کے موضوع کی طرف آتا ہوں۔ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں دیوبندی ہیں، بریلوی ہیں، اہل حدیث ہیں، سنی ہیں، شیعہ ہیں، مقلد اور غیر مقلد ہیں، یہ سب ایک نبی کے ماننے والے ہیں اس لئے ان میں باہمی لڑائی جھگڑوں کے باوجود ایک نقطہ پر اتحاد ہو سکتا ہے اور وہ ہے نبی ﷺ کی عزت وحرمت کا مسئلہ۔ اس کی مثال ایسے سمجھ لیجئے کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو حرامزادہ کہہ دیا، غصہ میں کہا، برا کہا لیکن اس سے اس کے بھائی ہونے کا رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ ماں بھی کبھی کبھی غصہ میں اپنے لڑکے کو حرامی کہہ دیتی ہے۔ باپ بھی اپنے بیٹے کو غصہ میں کبھی الو کا پٹھا اور کبھی سور کا بچہ کہہ دیتا ہے۔ لیکن اس سے ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت اور محبت میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ آخر ایک ماں کے جائے اور ایک باپ کے بیٹے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی کئی فرقے ہیں برہمو سماج ہیں، آریہ سماج ہیں، سناتن دھرمی ہیں، کبیر پنتلی ہیں، لیکن سب کرشن جی اور رام چندر جی کو اپنا اوتار مانتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی بھی کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں کیتھولک ہیں، پروٹسٹنٹ ہیں انگلستان کا چرچ ہے جرمنی کا چرچ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب فرقے جب کبھی ان کے مذہب پر کوئی آفتاد آتی ہے اکٹھے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا نبی ایک ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ برسرپیکار تھے تو روم کے بادشاہ نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنی امداد کا یقین دلایا تو اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بادشاہ کو لکھا کہ :

" او روم کے کتے ! اگر تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو میں پہلا شخص ہوں گا جو تیری آنکھ نکال لے گا اور اگر تو نے کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سلطنت کا روخ کیا تو میں ان کی فوج کا ایک ادنیٰ سپاہی بن کر تیرے خلاف جہاد کروں گا "

یہ ہوتا ہے مذہب کا رشتہ کہ باوجود آپس کے لڑائی جھگڑوں کے جب دشمن سے مقابلہ کی نوبت آئی تو سب اکٹھے ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس وقت بھی یہی صورت حال مسلمانوں کو درپیش ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے دشمن ہیں یہ فتنہ مسلمانوں کو برباد کرنے پر تلا ہوا ہے اس فتنہ کی بیخ کنی ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کیونکہ قادیانیت ہمارے رسول ﷺ کی دشمن ہے۔ اور یہ مسئلہ ان سب لوگوں کی غیرت و حمیت کا ہے جو رسول ﷺ کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ اگر ہم اس خطرناک دشمن کے مقابلہ میں بھی اکٹھے نہ ہوئے اور اس دشمن کی سرکوبی کے لئے ایک متحدہ محاذ نہ بنایا تو اس کا انجام کسی بھی فرقے کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ قادیانیوں کی تلوار یہ نہیں دیکھے گی کہ اس کی زد میں سنی آرہا ہے شیعہ' دیوبندی ہے یا بریلوی' اہل حدیث اور غیر مقلد ہے یا حنفی اور مقلد۔

ایک بات اور کہتا چلوں کہ جب بھی کسی قوم کو نقصان پہنچا نا اتفاق ہی سے پہنچا۔ آپ کو یاد ہے جب مسلمانوں نے اسپین پر حملہ کیا تو وہاں کی عیسائی آبادی نے اپنے پیغمبر کے متعلق یہ بحث چھیڑ رکھی تھی اور اس بات پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پاخانہ پیشاب پاک تھا کہ ناپاک۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ چونکہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اس لئے ان کا پیشاب پاخانہ پاک ہے' جبکہ دوسرا گروہ اسے ناپاک گردانتا تھا اور اس بات پر وہ ہنگامہ آرائی اور وہ جھگڑا ان کے درمیاں برپا تھا کہ مسلمانوں کے حملہ کے وقت بھی وہ متحد نہ ہو سکے اور جب ایک تیسرے گروہ نے اٹھ کر کہا کہ ہمارا مشترکہ دشمن ہمارے سر پر آپہنچا ہے اور اس لئے ایسے پر آشوب وقت میں تو کم از کم متحد ہو جاؤ۔ تو ایک گروہ نے کہا کہ مسلمان بھی ہمارے مذہب کے اور ہمارے پیغمبر کے دشمن ہیں اور ہمارا مخالف گروہ بھی مذہب اور پیغمبر کا دشمن ہے ہماری بلا سے کوئی آئے اور کوئی رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی قوت پارہ پارہ ہو گئی اور ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا وہی عیسائی اسپین پر دوبارہ حملہ آور ہوئے اب ان کا مقابلہ اپنے پرانے حریفوں سے تھا لیکن اب صورت حال مختلف تھی اب مسلمان اس بات پر آپس میں دست و گریباں ہو رہے تھے کہ حضور ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں تھا۔ حضور ﷺ کا پیشاب پاک تھا یا ناپاک؟ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک ہاتھ سے نکل گیا اور مسلمان ذلیل و خوار ہو گئے۔ اس لئے میں تمام فرقوں سے گذارش کروں گا کہ یہ وقت دشمن سے مقابلہ کرنے کا ہے آپس میں لڑنے جھگڑنے کا نہیں ہے۔ اس لئے اپنے تمام اختلافات کو بھلا کر خدارا ایک ہو جاؤ۔

اب ملک میں الیکشن کی تیاری ہو رہی ہے اگر اس مرحلہ پر تمام مسلمانوں نے اپنے اختلافات بھلا کر

اور متحد ہو کر اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ نہ کیا تو پھر میری بات یاد رکھو یہاں کبھی اسلامی دستور نہیں بن سکے گا۔ آخر میں نے بھی اس ملک میں سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ میں بھی یہیں زندگی گزار رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ یہ ملک اسلام ہی کے نام پر بنا ہے اور اس میں اسلام ہی کی حکمرانی ہو لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مسلمان فرقوں نے باہم مل کر اس انتخاب میں باطل قوتوں کو شکست نہ دی تو یہ ملک اسلام کے لئے باقی نہیں رہے گا۔

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دور میں آپ کو یاد ہے کہ میں ایک ایک عالم کے دروازے پر خود چل کر گیا تھا۔ مولانا ابوالحسنات کے پاس بھی گیا اور انہیں قادیانیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لینے پر آمادہ کیا وہ جانتے تھے کہ میں دیوبندی ہوں میں جانتا تھا کہ وہ بریلوی ہیں مگر اس موقعہ پر ہم نے آپس کے اختلاف کو بالکل نظرانداز کردیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تو حضور ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے آپ سے تعاون کی درخواست کرنے آیا ہوں۔ اس نام کی حرمت پر کٹ مرنا ہم دونوں کا مقدس فریضہ ہے۔ رسول ﷺ کی محبت ہم سب کا مشترکہ اثاثہ ہے اس کی حفاظت کے لئے ہمیں اکٹھے ہو کر جدوجہد کرنی ہوگی۔ اور اس میں ہمیں اپنی عزت اور اپنی ناک کا خیال نہیں کرنا ہوگا اس لئے کہ ہماری عزت کی کوئی حقیقت نہیں اصل عزت تو حضور ﷺ کی ہے۔

آپ کو تاریخ اسلامی کا یہ واقعہ یاد ہوگا کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لشکر اسامہ ؓ تیار کیا تھا جس میں اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید ؓ کے فرزند ارجمند حضرت اسامہ ؓ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد جب زمام خلافت حضرت ابوبکر ؓ ہاتھ آئی تو آپ نے اس لشکر کی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ صحابہ ؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مدینہ میں فوج کا رہنا ضروری ہے کیونکہ بیرونی حملہ کا جتنا خطرہ اس وقت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھا لیکن حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا :

" خواہ دشمن مدینہ منورہ میں گھس آئے اور خواہ خواتین مدینہ کی بے حرمتی کیوں نہ ہو اور خواہ یہاں خون کی ندیاں بہہ جائیں لیکن میں یہ گوارہ نہیں کروں گا کہ حضور ﷺ کے حکم سے سرتابی ہو اور آپ ﷺ کی ہدایت کی خلاف ورزی کا جرم مجھ سے سرزد ہو۔ یہ لشکر ضرور جائے گا اور ہر حالت میں اسے روانہ کیا جائے گا "

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فرمان پر ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، کی عزت کو بے دریغ قربان کیا

جا سکتا ہے لیکن حضور ﷺ کے فرمان کو ٹالا نہیں جا سکتا۔

آپ کو یہ بھی اچھی طرح علم ہے کہ پاکستان میں بہت سے حکومتیں بنیں اور بگڑیں لیکن ایوب خان کی حکومت ان سب سے بدتر تھی جتنا اس نے اور اس کے بیٹوں نے اس ملک کو لوٹا اور کسی حکومت کے عہد میں اس قدر بدعنوانی نہیں ہوئی۔ لیکن یہی ڈکٹیٹر اور لٹیرا ایوب جب ۱۹۶۵ء کی جنگ میں قوم کو کلمہ " لا الہ الا اللہ "کی طرف بلا کر بھارت جیسے خطرناک دشمن سے مقابلہ کے لئے بلاتا ہے تو ساری پارٹیاں جن میں ایوب خان کی مخالف جماعتیں بھی شامل تھیں اس کی آواز پر لبیک کہہ کر اور یک زبان ہو کر اس کی مددگار بن گئیں۔ اس لئے کہ معاملہ ایوب خان کی ذات کا نہیں تھا بلکہ ملک کی عزت اور سلامتی کا مسئلہ تھا۔ تو کیا حضور ﷺ کی عزت وناموس ملک کی عزت وآبرو سے کم ہے؟ ہزاروں ملک اور لاکھوں عزتیں اور کروڑوں ناموس اور اربوں شخصیتیں رسول اکرم ﷺ کی ایک ٹھوکر پر قربان کی جا سکتی ہیں پھر کیا اس کے تحفظ کے لئے ہمیں متحد ہونے کی ضرورت نہیں ہے؟۔

اگر ایوب خاں جیسے ظالم اور بے دین شخص کی قیادت میں ہم سب ایک مشترک دشمن کے خلاف اکٹھے ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ رسول ﷺ کی عزت وناموس کی خاطر کسی بھی فرقے کی کسی مقتدر شخصیت کی قیادت میں متحد نہ ہوں۔

آخر میں مجھے ان لوگوں سے کچھ کہنا ہے جو جوش مخالفت میں علماء کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ قرار دے کر آئندہ نسلوں کا اسلام پر سے اعتماد اٹھا رہے ہیں۔ علماء صرف اسلام کے وفادار ہیں اس ملک میں کوئی عالم سوشلسٹ یا کمیونسٹ یا ان کا آلہ کار نہیں ہے۔ اور جو ایسا کہہ رہے ہیں وہ خود ان طاقتوں کے آلہ کار ہیں جو اس ملک میں علماء کے دفاتر کو ختم کر کے دراصل اسلام کو اپنی راہ سے ہٹانے کے درپے ہیں۔ کیا مولانا درخواستی، مولانا ہزاروی، حضرت دین پوری، اور ان کے ہم سفر سوشلسٹ اور کمیونسٹ ہو سکتے ہیں جن کی زندگیاں قال اللہ اور قال الرسول کی تبلیغ میں بسر ہوئی ہیں۔ کیا مفتی محمود جیسا عالم سوشلسٹ یا کمیونسٹ ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کا پروپگنڈہ کر رہے ہیں وہ دوسروں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ علماء پر سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے۔ تاکہ انہیں اس ملک میں کھیل کھیلنے کے مواقع میسر آجائیں۔

اللہ رب العزت ہم سب کو حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشیں آمین

ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ

تحریر: مولانا عبدالسلام ندوی

نام و نسب

زینب نام، ام الحکم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں۔ والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں۔ اس بنا پر حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

قبولیت اسلام

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں:

"کانت قدیمة الاسلام، اسدالغابہ ج۵ ص ٤٦٣" ﴿قدیم اسلام تھیں۔﴾

نکاح

آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کے ساتھ جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے ان کا نکاح کر دیا۔ اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک سطح پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اسلام نے محض تقویٰ کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر اور ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے۔ اس بناء پر اگرچہ حضرت زید بظاہر غلام تھے۔ تاہم چونکہ وہ پکے اور سچے مسلمان اور مرد صالح تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ حضرت زینبؓ کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا۔

تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد اور بھی تھا جو اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۳ میں مذکور

ہے اور وہ یہ ہے :

”تزوجها ليعلمها كتاب الله وسنة رسوله ۔“

﴿یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح زیدؓ سے اس لئے کیا تھا کہ ان کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔﴾

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا۔ لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکررنجی بڑھتی گئی۔

حضرت زیدؓ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی اور طلاق دے دینا چاہا :

”جاء زيد بن حارثة فقال يارسول الله ان زينب اشتد على لسانهاو انا اريدان اطلقها ۔“

﴿زیدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔﴾

لیکن آنحضرت ﷺ بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں۔ قرآن مجید میں ہے :

”واذا تقول للذى انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق الله ۔“

﴿اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا۔ یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لئے رہو اور خدا سے خوف کرو۔﴾

لیکن جب دونوں میں کشیدگی بہت بڑھ گئی تو مجبوراً حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دے دی۔

حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور آپ ﷺ ہی کی تربیت سے پلی تھیں۔ آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا کہ زید غلام رہ چکے تھے۔ اس لئے حضرت زینبؓ کو یہ نسبت گوارہ نہ تھی۔

بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا۔ لیکن عرب میں اس وقت تک متبنیٰ بیٹا اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے۔ چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی :

”وتخفى فى نفسك ماالله مبديه وتخش الناس والله احق ان تخشاه ۔“

﴿اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے اور تم لوگوں سے ڈرتے

ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیئے۔ ﴾

آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تم زینبؓ کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ تو حضرت زیدؓ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں۔ چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا۔ زینبؓ! رسول اللہ ﷺ کا پیغام لایا ہوں۔ جواب ملا' میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی۔ یہ کہا اور مصلی پر کھڑی ہو گئیں۔

ادھر رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی: " فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها ۰ "اس طرح حکم الٰہی سے نکاح ہو گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی۔ اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیمؓ نے جو آنحضرت ﷺ کی خالہ اور حضرت انسؓ کی والدہ تھیں مالیدہ بھیجا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت انسؓ کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا۔ 300 آدمی شریک دعوت ہوئے۔ کھانے کے وقت آنحضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دی تھیں۔ باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی جو کھانے پر مدعو تھے۔ کھانا کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ فرط مروت سے خاموش تھے۔ بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے۔ اسی مکان میں حضرت زینبؓ بھی بیٹھی ہوئیں تھیں اور ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آمدورفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے اطلاع دی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی:

" یایها الذین آمنو لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الیٰ طعام غیر نظرین انه ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ۰ ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم والله لایستحی من الحق واذا سئالتموهن

متاعا فسئلوھن من وراء حجاب ·"

﴿اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو۔ مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی ﷺ کو ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔﴾

آپ ﷺ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی۔ یہ ذوالقعدہ ۵ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند خصوصیات ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں۔ ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنیٰ بیٹا اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے مٹ گئی۔ مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اٹھ گئی۔ پردہ کا حکم نازل ہوا۔ نکاح کے لئے وحی الٰہی آئی۔ دعوت ولیمہ میں تکلف ہوا۔ اسی بنا پر حضرت زینبؓ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔

ازواج مطہراتؓ میں جو بیبیاں حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینبؓ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں۔ خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

"ھی التی کانت تسامینی منھن فی المنزلۃ عند رسول اللہ ﷺ ·"

﴿ازواج میں سے وہی رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔﴾

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہ زہراؓ کو سفیر بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور وہ ناکام واپس آئیں تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لئے حضرت زینبؓ کا انتخاب کیا۔ کیونکہ وہ اس خدمت کے لئے زیادہ موزون تھیں۔ انہوں نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہؓ اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ چپ سن رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں۔ حضرت زینبؓ جب تقریر کر چکیں تو مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور و شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہ ہو ابوبکرؓ کی بیٹی ہے۔

وفات

آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا:

"اسرعکن لحاقاً بی اطولکن یداً" ﴿تم میں مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔﴾

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن ازواج مطہرات اس حقیقت کو نہ سمجھیں۔ چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینبؓ اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیش گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے انتقال کیا۔ کفن کا خود انتظام کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی کفن دیں تو ان میں ایک کو صدقہ کر دینا۔ چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی۔ حضرت عمرؓ! نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اسامہ بن زیدؓ، محمد بن عبداللہ بن جحشؓ، عبداللہ بن ابی احمد ابن جحشؓ نے ان کو قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ میں انتقال کیا اور ۵۳ برس کی عمر پائی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت ۳۵ سال کی تھی۔ لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے۔ عام روایت کے مطابق ان کا سن ۳۸ سال کا تھا۔

حضرت زینبؓ نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا جس کو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔

حلیہ

حضرت زینبؓ کا قد و قامت تو زیادہ بڑا نہ تھا لیکن قریشی وجاہت و دل کشی کی مالکہ تھیں۔

فضل و کمال

روایتیں کم کرتی تھیں۔ کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں۔ راویوں میں حضرت ام حبیبہؓ، زینبؓ بنت ابی سلمہ، محمد بن عبداللہ بن جحشؓ (برادر زادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

" كانت زينبؓ صالحة صوامة توامة . "﴿یعنی زینبؓ نیک خو' روزہ دار اور نماز گزار تھیں۔﴾

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

" لم ارئ امراة قط خيراني الدين من زينبؓ واتقى الله واصدق حديثاو اوصل للرحم واعظم صدقة واشد ابتذ الا لنفسها فی العمل الذی تصدق به وتقرب به الى الله ماعدا سورة من حدة كانت فيها تسرع منها الفيلة . "

﴿یعنی میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار' زیادہ پرہیز گار' زیادہ راست گفتار' زیادہ فیاض' مخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔﴾

حضرت زینبؓ کا زہد و تورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ شریک تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا :

" ماعلمت الا خيراً . "﴿مجھ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔﴾

حضرت عائشہؓ ان کے اس صدق و اقرار حق کا اعتراف کیا کرتی تھیں۔ عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں۔ نہایت قناع اور فیاض طبع تھیں۔ خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقراء اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہو گئی اور وہ گھبرا گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کا سالانہ نفقہ بھیجا۔ انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی تو کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے۔ دیکھا تو پچاسی درہم نکلے۔ جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا اس سال کے بعد میں عمرؓ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں۔ دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہو گیا۔

روزہ کی فضیلت واہمیت

مولانا محمد عبداللہ انور

رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے فضائل رمضان پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں۔ اس کی راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے (تراویح) کو عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس ماہ مبارک میں اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے فرضوں کے علاوہ عبادت (سنت و نفل) ادا کرے گا اس کو دوسرے مہینے کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اور فرض ادا کرنے کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جائے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی کا روزہ افطار کرایا تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا اور اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئیگی۔"

رمضان قرآن کا مہینہ ہے کیونکہ قرآن مجید اسی ماہ مبارک میں نازل ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دیتی ہے۔"

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

روزے کا مقصد ہر دور کے مسلمان کے لئے پرہیزگاری، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حصول رہا ہے۔ روزہ انسان کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر رب کی بندگی اختیار کرنے کا سبق دیتا ہے۔

لفظ "صوم" کا لغوی معنی رک جانے کے ہیں اور روزہ بھی اسی معنی کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے

اور سبق سکھاتا ہے کہ انسان روزہ کی حالت میں کھانے' پینے لغویات' لہو ولعب اور مباشرت سے رک جائے۔ یعنی روزہ دار کو پابند کر دیا ہے کہ روزہ کی حالت میں ان کاموں سے کنارہ کشی کر لے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور جسم کو (امراض سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔"

یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت' وسط مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے۔ جب رمضان المبارک کی آمد ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو خوشخبری سناتے اور فرماتے: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ آگیا ہے جس میں روزے فرض قرار دیئے گئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطان کی گردن میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات وہ ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ محروم ہے وہ جو اس کی خیر و برکت سے محروم رہا۔ یہ مہینہ اس لائق ہے کہ اس کی آمد پر مسلم قوم ایک دوسرے کو مبارک باد کے پیغام دے۔

روزے کی فضیلت

تقویٰ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کا مقصد اہل ایمان کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری کے جوہر کو پیدا کرنا فرمایا ہے۔ روزے سے خواہشات کا غلبہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ماہ رمضان میں دن کے روزے سے رات کا قیام' پنجگانہ نماز کا اہتمام' تلاوت قرآن حکیم' انفاق فی سبیل اللہ' نماز تراویح' فطرانہ کی ادائیگی اور دیگر امور خیر کو انجام دے کر انسان اللہ کی رضا کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لئے روزہ مشقت سے گزرنے اور خواہشات پر قابو پانے کا نام ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث میں اس کی فضیلت میں بہت کچھ بیان ہوا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ: "جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر شرعی کے رمضان کا ایک روزہ قضا کر دے پھر رمضان کے سوا تمام عمر کے روزے بھی رکھے پھر بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا کہ: "روزہ دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں دوزخ سے بچانے کی ایک ڈھال ہے۔" ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "آدمی کے ہر عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کے نزدیک دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔ لیکن روزے کی بات ہی کچھ اور ہے۔ روزہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے اس کا ثواب وہ اپنی مرضی سے جتنا چاہے دے گا۔" ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "اگر بندوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی رہتا۔"

سحر خیزی

جیسا کہ تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے۔ آمد رمضان پر خوشی و مسرت کا اظہار سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ رات کے آخری حصہ میں انسان کے لئے اپنی میٹھی' سہانی اور فرحت بخش نیند کو چھوڑ کر اپنے خالق و مالک اور معبود حقیقی کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنی فرمانبرداری اور بندگی کا اظہار کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ سعادت صرف ان خوش قسمت انسانوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے قلوب محبت الٰہی کے نور سے منور ہو چکے ہیں۔ جو اپنے محبوب حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کے شوق میں پوری رات بے چینی اور بے قراری کی حالت میں گزارتے ہیں مگر یہ رمضان کا فیض عام ہے کہ ہر مسلمان کو یہ موقعہ آسانی سے مل جاتا ہے کہ وہ اس وقت خواب غفلت سے بیدار ہو کر ان روحانی لمحات کی تجلیات سے فیضیاب ہو' سحر کا وقت کتنا پر کیف' پر سرور اور نشاط انگیز ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کی احادیث سے لگایا جائے:

"ہمارا پروردگار جو برکتوں والا اور بلند و بالا ہے' ہر رات جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے' پہلے آسمان پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو اس وقت مجھے پکارے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں' کوئی ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے دوں' کوئی ہے جو مجھ سے بخشش و مغفرت کا طلبگار ہو کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔"

یہ رمضان المبارک ہی کی برکت ہے کہ ایک مسلمان روزہ رکھنے کے لئے سحری کے وقت کھانا کھاتا ہے' طہارت' ذکر الٰہی اور عبادت سے اس کا پورا جسم فرحت و خوشی کا گہوارہ بن چکا ہوتا ہے۔ اس خوشگوار اور سرور انگیز کیفیت کے ساتھ جب وہ حلال و طیب اور پاکیزہ غذا اپنے معدے میں پہنچاتا ہے تو اس کا ایک ایک ذرہ اس کی جسمانی نشوونما اور روحانی ارتقاء کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے سحری کھانے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانا باعث برکت ہے۔"

اس دور میں ہمارے رہن سہن کا جو نظام قائم ہو گیا ہے اس کی وجہ سے رات کو جلدی سو جانا ممکنات میں سے نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مستقل نمازی بھی کم ہی نماز فجر کی جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کرپاتے ہیں۔ مگر یہ رمضان شریف کے بابرکت مہینے کی ہی فیض رسانی ہے کہ اس میں سحری میں بیدار ہونے والے تمام مسلمان اس نعمت بے بہا سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ سحری آخری وقت یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے تک کھاؤ تاکہ اس سے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کر سکو۔

سحری یا سحور اس کھانے کا نام ہے جو رات کے آخری حصہ میں روزہ رکھنے کی خاطر کھایا جاتا ہے۔ اس کا ایک اور نام حدیث شریف میں الفلاح آیا ہے جس کے لغوی معنی المنجد میں فوز و کامرانی اور بقاء و نجات کے ہیں۔ سحری کا یہ نام صحابہ کرامؓ میں بڑا مشہور تھا اور وہ اکثر و بیشتر سحری کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین چھوہارے ہی کھالے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے۔ کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

افطار کا بیان

روزے کا وقت ختم ہونے پر جو کچھ کھایا جاتا ہے اسے افطاری کہتے ہیں اور اس روزہ کھولنے کے عمل کو افطار کہتے ہیں۔ مسلم اور نسائی میں ایک حدیث منقول ہے کہ: "روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری لقاء رب کے موقع پر میسر آئے گی۔"

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے دین اسلام غالب رہے گا۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔

مولانا محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ

قسط نمبر2

تلخیص و ترتیب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بہار پر یورش

بہار میں قادیانیوں نے چار ضلعوں میں بہت کامیابی حاصل کی تھی۔ خاص طور پر مونگیر اور بھاگل پور کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ دونوں ضلع قادیانی ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ تکنیک اختیار کی تھی کہ کچھ لوگ کھل کر قادیانی مبلغ کی حیثیت سے سامنے آتے تھے اور کچھ لوگ جو حقیقت میں قادیانی تھے لیکن اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے تھے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے اور ان کو ان کی تحریروں اور تقریروں کی طرف متوجہ کرتے۔ ایک قادیانی مبلغ سعید مختار جس کا مولانا نے اپنے ایک خط میں ذکر کیا ہے :

> ”بہت سرگرمی کے ساتھ مشغول تھا اور بہار کے علاوہ بنگال میں بھی اس نے مہم شروع کر دی تھی (اس کی وجہ سے) ہزاری باغ (بہار) میں بہت سے مسلمان قادیانی ہو گئے تھے۔“

قادیانی لٹریچر تقسیم کیا جاتا اور ناواقف مسلمان عام طور پر اس سے متاثر ہوتے۔ اس وقت جو رسائل و اخبارات قادیانیوں کی طرف سے شائع ہو رہے تھے ان کی تعداد اشاعت ۲۶ ہزار تھی۔ ہر قادیانی کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا دسواں یا سولہواں حصہ مذہب کی اشاعت کے لئے دے۔ محض اسی ذریعہ سے ان کا بجٹ لاکھوں تک پہنچ گیا تھا اور اس کی وجہ سے ان کو تبلیغ و اشاعت کے کام میں (جس میں وہ مالی امداد کی ترغیب دے کر ناواقف اور ضرورت مند لوگوں کو آسانی کے ساتھ شکار کر لیتے تھے) بڑی سہولت تھی۔

مولانا محمد علیؒ اپنے ایک معتمد خاص حاجی لیاقت حسین بھاگل پوری کو ایک خط میں بڑی دردمندی کے ساتھ ان حالات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ”ان کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک

مسلمان کا دل لرز جاتا ہے کہ الٰہی یہ کیا طوفان کفر اور سیلاب ارتداد ہے۔ اس کو روکنے کی کیا صورت ہو' ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں جہاں ان کے لوگ تبلیغ نہ کرتے ہوں اور ہندوستان کے علاوہ یورپ' انگلستان' جرمنی' امریکہ اور جاپان میں بڑے زوروں اور نہایت نظم سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی بینک نہیں' کوئی ریاست نہیں' صرف ایک بات ہے کہ مرزا قادیانی نے کہہ دیا ہے کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لئے کچھ دے اور جو ۳ ماہ تک کچھ نہ دے گا وہ بیعت سے خارج ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا اور ان کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی حصہ قادیان بھیجتے رہتے ہیں۔ جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔

ملہم من اللہ

مونگیر کے زمانہ قیام میں مسلمانوں نے مولانا سے یہ صورت حال بیان کی اور اس پر تشویش کا اظہار کیا۔ مولانا خود اس بات سے فکر مند تھے۔ ان مسلمانوں کے توجہ دلانے سے ان کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اگر پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس سے بڑے افسوسناک نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ موڑ تھا جہاں مولانا اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور اپنا سارا وقت اور ساری قوت اس کے لئے وقف کر دی اور اپنے تمام مریدین و معتقدین' رفقاء اور اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی اور صاف صاف کہا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہ دے گا میں اس سے ناخوش ہوں۔ اسی درمیان میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مراقبہ میں مولانا کو یہ القا ہوا کہ یہ گمراہی تیرے سامنے پھیل رہی ہے اور تو ساکت ہے۔ اگر قیامت کے دن باز پرس ہو تو کیا جواب ہوگا۔

ایک اہم تاریخی مناظرہ

اس جدوجہد کا آغاز ایک اہم تاریخی مناظرہ سے ہوا۔ جس میں قادیانیوں کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ انہوں نے دوبارہ اس میدان میں آنے کی جرات نہ کی۔ یہ قادیانیت پر پہلی کاری ضرب تھی جس

سے نہ صرف بہار کے قادیانیوں کو بلکہ پورے ہندوستان کی قادیانی تحریک کو سخت نقصان پہنچا اور اس کے بہت خوشگوار نتائج بر آمد ہوئے۔ اس مناظرہ میں (جو ۱۹۱۱ء میں ہوا) تقریباً چالیس علماء شریک تھے۔ دوسری طرف سے حکیم نورالدین وغیرہ آئے تھے۔ مناظرہ کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ادھر مناظرہ شروع ہوا ادھر مولانا سجدہ میں گر پڑے اور جب تک فتح کی خبر نہ آئی سر نہ اٹھایا۔

اس مناظرہ کی مختصر روئیداد مولانا کے صاحبزادے مولانا منت اللہ رحمانی نے قلمبند کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

" مرزا قادیانی کے نمائندے (خلیفہ اول قادیان) حکیم نورالدین ' سرور شاہ اور روشن علی مرزا قادیانی کی تحریر لے کر آئے کہ ان کی شکست میری شکست ہے اور ان کی فتح میری فتح۔ اس طرف سے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ ' علامہ انور شاہ کشمیریؒ ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ' مولانا عبدالوہاب بہاریؒ ' مولانا ابراھیم سیالکوٹیؒ (تقریباً چالیس علماء) بلائے گئے تھے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عجیب منظر تھا۔ صوبہ بہار کے اضلاع کے لوگ تماشائی بن کر آئے تھے ' معلوم ہوتا تھا کہ خانقاہ میں علماء کی ایک بڑی بارات ٹھہری ہوئی ہے ' کتابیں الٹی جارہی ہیں ' حوالے تلاش کئے جارہے ہیں اور بحثیں چل رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ مولانا محمد علی کی طرف سے مناظرہ کا وکیل اور نمائندہ کون ہو؟ قرعۂ فال مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کے نام پڑا ' آپ نے مولانا مرتضیٰ حسن کو تحریراً اپنا نمائندہ بنایا۔ علماء کی یہ جماعت میدان مناظرہ میں گئی ' وقت مقرر تھا۔ اس طرف سے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ اسٹیج پر تقریر کے لئے آئے اور اس طرف سے آپ سجدہ میں گئے اور اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک فتح کی خبر نہ آگئی۔ بوڑھوں کا کہنا ہے کہ میدان مناظرہ کا منظر عجیب تھا۔ مولانا مرتضیٰ حسن کی ایک ہی تقریر کے بعد جب قادیانیوں سے جواب کا مطالبہ کیا گیا تو مرزا قادیانی کے نمائندے جواب دینے کے بجائے انتہائی بدحواسی اور گھبراہٹ میں کرسیاں اپنے سروں پر لئے ہوئے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ : "ہم جواب نہیں دے سکتے۔"

قادیانیت کے خلاف سو سے زائد کتابیں لکھیں

اس مناظرہ کے بعد مولانا نے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ اور منظم طریقہ پر زبردست مہم شروع کی۔ اس کے لئے دورے کئے' خطوط لکھے' رسائل اور کتابیں تصنیف کیں' دہلی اور کانپور سے کتابیں طبع کروا کے مونگیر لانے اور اشاعت کرنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا اور حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اس میں ذرا بھی سستی اور تاخیر نہ ہو۔ اس لئے مولانا نے خانقاہ میں ایک مستقل پریس قائم کیا۔ اس پریس سے (اور کتابوں کے علاوہ) سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوئیں جو سب مولانا کے قلم سے ہیں۔ اس قدر ضعف اور سلسلہ علالت کے ساتھ جو بدستور جاری تھا اتنا وقیع اور عظیم تصنیفی کام بجائے خود ایک کرامت سے کم نہیں اور تائید الٰہی و توفیق خداوندی کے سوا کسی اور چیز سے اس کی توجیہ نہیں ہو سکتی۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے اس کام پر مامور ہوئے تھے' ہر چیز میں خدا کا فضل ان کے شامل حال تھا۔

شہرت و ناموری سے اجتناب

لیکن شہرت و ناموری سے اجتناب اور اخفاء حال کا ہمیشہ سے اہتمام تھا۔ انہوں نے ہمیشہ دوسروں کو آگے بڑھایا اور قیادت کے اسٹیج پر اپنا صحیح و ممتاز مقام (جو دراصل ان ہی کا حق تھا) حاصل کرنے کی کوشش درکنار کبھی خواہش بھی نہیں کی اور زبان حال سے یہ کہتے رہے کہ :

مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں

چنانچہ اتنے زبردست تصنیفی ذخیرے میں صرف ۴۰ کتابیں مولانا کے نام سے طبع ہوئی ہیں۔ ان میں بھی بعض کتابوں پر مولانا کا نام ہے اور بعض پر ان کی کنیت ابو احمد ہے۔ یہاں تک کہ ان کی مشہور کتاب "فیصلہ آسمانی" بھی ابو احمد رحمانی ہی کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

ان کتابوں کو مولانا اکثر بڑی تعداد میں مفت تقسیم کرتے اور مناسب جگہوں پر پہنچاتے' مولانا کے ہزاروں روپیہ اس مد پر خرچ ہوئے لیکن انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس وقت ان کے سامنے صرف ایک مقصد تھا وہ یہ کہ ہر قیمت پر اس تحریک کا خاتمہ ہونا چاہئے' اپنے مریدین کو بھی جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی مولانا نے اس کام پر لگانا چاہا اور جدید اسلوب میں اس مقصد کیلئے ان کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ وہ چاہتے تھے کہ صرف انفرادی حیثیت سے نہیں بلکہ اجتماعی حیثیت سے اور متحد اور منظم

طریقے سے قادیانیت پر بھرپور حملہ کیا جائے۔

مولانا کے ایک مسترشد اور مجاز مولانا عبدالرحیم صاحب کے ذریعہ مونگیر اور بھاگل پور کے دیہاتوں میں سینکڑوں ہزاروں اشخاص کی اصلاح ہوئی اور وہ ان کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ دیہاتوں میں مولود کے جلسے اس اصلاح کا بڑا ذریعہ بنے اور ان سے بہت فائدہ ہوا۔ مولانا ایک طویل اور مفصل مکتوب میں ان کو لکھتے ہیں:

"مولود شریف کے جلسے کراؤ اور اس میں ان کے (مرزا قادیانی اور ان کے ساتھیوں) حالات بیان کرو۔ جس مقام کے لوگ نہایت غریب ہیں ان سے کہو کہ تم سنو' شیرینی وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں تمام محبین سے کہتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد کریں' تم کو ہر جگہ بھیجیں' یہاں سے رسائل قادیانی کے متعلق منگا کر ان لوگوں کو دو اور اس خط کی متعدد نقلیں کر کے جو ہمارے احباب ہیں ان کو بھجواؤ۔"

مولانا کو اس سنگین خطرہ کا جو مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا پورا احساس تھا اور اس کے مقابلہ کا ان کو اس قدر زائد اہتمام تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ:

"اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح کو سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔"

ایک صاحب (مولوی نظیر احسن صاحب بہاری) جن کا خط پاکیزہ تھا صرف اس کام پر مامور تھے کہ وہ مسودات صاف کریں۔ وہ دونوں پیروں سے مفلوج تھے۔ اگر کبھی مسودات صاف کرنے میں تاخیر ہو جاتی تو مولانا ان سے فرماتے کہ: "محنت سے کام کرو' تمہیں جہاد کا ثواب ملے گا۔" ایک مرتبہ مولوی صاحب نے پوچھا کہ: "کیا مجھ کو جہاد بالسیف کا ثواب ہوگا؟۔" فرمایا: "بیشک! اس فتنہ قادیانیت کا استیصال جہاد بالسیف سے کم نہیں۔"

تہجد کے وقت تصنیف

مولانا کا معمول تھا کہ ۳ بجے تہجد کے لئے اٹھ جاتے تھے' اب یہ تہجد کا وقت بھی مولانا نے رد قادیانیت کے لئے وقف کر دیا' اکثر یہ وقت تصنیف میں گزرتا۔ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مولانا تہجد چھوڑ کر رد قادیانیت پر کتابیں لکھا کرتے تھے۔

جن مبلغین کو قادیانیت کے رد کے لئے مختلف مقامات پر بھیجنا ہوتا پہلے ان کو اس کی تربیت

دیتے اور اس کی کوشش کرتے کہ قادیانیت سے ان کی واقفیت بہت گہری ہو' تاکہ وہ خود اعتمادی اور کامیابی کے ساتھ یہ اہم فریضہ انجام دے سکیں اور عین وقت پر لاجواب اور شرمندہ نہ ہوں جس کا عام مسلمانوں پر بہت برا اثر پڑ سکتا ہے۔

مریدین و اہل تعلق میں جو اہل علم حضرات تھے ان کو بھی اس بات پر آمادہ کرتے رہتے کہ وہ قادیانیت کے رد میں رسائل اور کتابیں لکھیں۔ غرض اس سلسلہ کی جو بھی کوشش ان کے لئے ممکن تھی اس میں انہوں نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور ان ساری صلاحیتوں و قوتوں اور ذرائع و وسائل کو پوری طرح استعمال کیا جو ان کے دسترس میں تھے۔

مولانا کے خطوط

مولانا نے اپنے مریدین' خلفاء اور اہل تعلق کو قادیانیت کے سلسلہ میں جو خطوط لکھے ہیں وہ ان کے افکار اور جذبات کو سمجھنے کے لئے بہت مستند ذریعہ اور قیمتی ذخیرہ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کی نگاہ میں اس تحریک کے مقابلہ اور استیصال کی کس درجہ اہمیت تھی اور وہ اس بارے میں کتنے ذکی الحس ہو گئے تھے اور مضطرب و بے چین رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے سب مسترشد اور اہل تعلق اس کے مقابلہ کے لئے اپنی ساری قوت اور صلاحیت کے ساتھ صف آرا ہو جائیں۔

ان کے نزدیک (جیسا کہ اوپر گزرا ہے) اس فتنہ کا مقابلہ اس وقت جہاد بالسیف سے کم نہ تھا اور انہوں نے جس جوش اور غیرت اور حمیت ایمانی کے ساتھ اس کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ ان کا محض نظریہ اور رائے نہ تھی بلکہ ان کی زندگی کی ایک ایسی حقیقت تھی جس کا سیدھا تعلق ان کے قلبی احساسات اور جذبات سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو محبت و عشق تھا یہ سب اس کی کرشمہ سازی تھی اور اسی نے ان کے اندر یہ سیمابی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

کار زلف تست مشک افشانی ما عاشقان
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

حاجی لیاقت حسین بھاگل پوری کو ایک مفصل خط کے آخر میں لکھتے ہیں :

تم کو چاہئے کہ اپنے تمام گاؤں کے بھائیوں اور جو لوگ تمہارے زیر اثر ہیں ان کو اس کام میں نظام کے ساتھ متوجہ کرو' یہ میری تحریر معمولی نہیں ہے۔ یہ کام تو خدا چاہے ہو گا اور ضرور ہو گا۔ دیکھئے کہ

کون اس خدائی کام کو انجام دیتا ہے اور کون اس سے محروم رہتا ہے۔"

مولانا نے اپنے مریدین سے کبھی چندہ نہیں لیا اور نہ اس کو پسند کرتے تھے' بلکہ جب بھی موقع ملتا خود ان کی امداد میں پیش قدمی کرتے یہاں تک کہ اپنے خاص معتمدین اور خدام سے بھی فرمائش کرنے کے روادار نہ ہوئے' لیکن اس موقع پر انہوں نے اپنے مزاج کے خلاف بہت صفائی کے ساتھ اپنے مریدین کو مالی تعاون پر بھی آمادہ کیا۔ حاجی صاحب موصوف کو اپنے ضعف و علالت کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں :

"للہ الحمد! میں بالکل سفر آخرت کے لئے تیار ہوں اور یہ کام نہایت ضروری ہے۔ میں نے کبھی تم سے کسی قسم کا چندہ نہ لیا نہ کسی چیز کی فرمائش کی' مگر اب یہ کام اس قدر ضروری ہے کہ بے کہے بات نہیں بنتی ۔"

اس خط میں آگے چل کر لکھتے ہیں :

"جب لوگ کفر اور ارتداد اپنا جان و مال قربان کر کے خریدتے ہیں تو تعجب ہے کہ سچے مسلمان دین کی خدمت کے لئے تھوڑا سا اپنے "ہاتھ کا میل" بھی نہ دے سکیں۔"

چونکہ مولانا نے اس سے پہلے کبھی اس قسم کے مالی تعاون کی اپیل نہیں کی تھی اس لئے اس کا بھی بہت اثر پڑ رہا تھا اور ہر شخص اس مہم میں مالی طور پر حصہ لینے کے لئے کوشاں تھا۔

مولانا کی اس کامیاب جدوجہد میں ان حضرات کے پرخلوص تعاون کو بڑا دخل ہے اور اس میں ان خطوط و مکاتیب کا بلاشبہ بڑا حصہ ہے جنہوں نے ان کو اس کی ترغیب دی اور اس پر آمادہ کیا۔

فیصلہ آسمانی

مولانا کی سب سے پہلی اور سب سے اچھی تصنیف "فیصلہ آسمانی" ہے جو قادیانیوں کے حق میں واقعی "فیصلہ آسمانی" ثابت ہوئی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے' اس کے تین ایڈیشن مولانا کی زندگی ہی میں شائع ہو گئے لیکن کسی قادیانی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ مولانا کی وفات کے بعد بھی کسی قادیانی نے اس کا جواب دینے کی جرات نہ کی۔ قادیانیت کے خلاف سارے لٹریچر میں جواب تک لکھا گیا ہے یہ کتاب ایک خاص امتیاز رکھتی ہے اور اپنے محکم طرز استدلال' اسلوب کی وضاحت اور صفائی اور صحیح

وطاقتور گرفت کے اعتبار سے بہت کم کتابیں اس معیار پر پوری اترتی ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے قائدین کے مرشد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی رائے یہ ہے کہ قادیانیت کے رد میں لکھی ہوئی اکثر کتابوں میں بعض جگہ احتمال کی گنجائش نکل آتی ہے لیکن اس کتاب میں کسی جگہ احتمال کی گنجائش یا استدلال میں کوئی خامی اور کمزوری نظر نہیں آتی۔

قادیانیت کی طرف عام مسلمانوں کے میلان کی وجہ

مولانا نے اس کتاب میں قادیانیت کی طرف عام مسلمانوں کے میلان کی جو صحیح گرفت کی ہے اس سے اس سوال کا بڑی حد تک جواب مل جاتا ہے کہ اگر قادیانیت واقعی نبوت محمدی ﷺ کے خلاف بغاوت اور ایک متوازی دین کی دعوت ہے تو پھر اس قدر مسلمان اس کی طرف کیوں مائل ہو گئے اور انہوں نے اس میں کیا خاص فائدہ محسوس کیا اور اس سے ان کے کن جذبات کی تسکین ہوئی۔ مولانا نے اس مسئلہ پر فیصلہ آسمانی حصہ اول میں روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کے آنے کی خبریں حدیثوں میں اس قدر آئی ہیں اور مشہور ہیں کہ ہر خاص وعام جانتا ہے مگر شاذونادر بہت سے سچے مسلمان اس کے منتظر ہیں۔ خصوصاً اس نازک وقت میں کہ مسلمانوں کی دینی ودنیاوی ہر طرح کی حالت نہایت خراب بلکہ معرض زوال میں ہورہی ہے۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے کا مژدہ نہایت ہی مسرت بخش ہو سکتا ہے۔“

اس کتاب میں مولانا نے قادیانیت کے تجزیہ وتحلیل اور جانچ کے لئے دو تین اصول خاص طور پر پیش نظر رکھے ہیں۔ ان کے نزدیک قادیانیت پر غور کرنے کا عام فہم اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی آمد اور دعوائے نبوت سے دنیا کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ دوسرے یہ کہ جو علامات اور صفات حضرت مسیح علیہ السلام یا امام مہدی علیہ السلام کی احادیث میں بیان کی گئی ہیں وہ مرزا قادیانی میں کہاں تک پائی جاتی ہیں اور تیسرے یہ دیکھا جائے کہ جس شخص نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے اس کی نجی زندگی اور ذاتی حالات کیا ہیں، وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ منہاج نبوت تو بڑی چیز ہے اس کی زندگی صلحاء امت یا عام راستباز اور شریف النفس مسلمانوں کے معیار پر بھی پوری اترتی ہے یا نہیں؟۔

مرزا قادیانی نے اپنے کمال واعجاز کے ثبوت کے لئے ”اعجاز احمدی“ لکھی یا لکھوائی تھی اور اس

کا دعویٰ کیا تھا کہ اس رسالہ اور قصیدہ اعجازیہ کی ادبی بلاغت اور فنی کمال کی نظیر کوئی دوسرا پیش نہیں کر سکتا۔ مولانا نے اس قصیدہ کا بہت پر لطف قصہ بیان کیا ہے اور اس سارے جال کا تار و پود بکھیر دیا ہے جو مرزا قادیانی نے علماء اور عام مسلمین دونوں کو بیک وقت فریب دینے کے لئے پھیلایا تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ وہ اس جال میں خود ہی گرفتار ہو گیا اور یہ تدبیر مرزا قادیانی کے لئے الٹی پڑ گئی۔

مرزا قادیانی نے ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ :

"اے میرے مولا! اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں تو ان تین سالوں کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اگر تین برس کے اندر میری تائید اور تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے تو میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود 'ملعون' کافر 'بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔"

مولانا لکھتے ہیں کہ اس دعا کے بعد مرزا قادیانی تین برس تک اسی فکر و تجویز میں رہا کہ کوئی نشان تراش کر مسلمانوں کو دکھلایا جائے تاکہ میں اپنے اقرار سے ملعون و کافر قرار نہ پاؤں۔ میرے خیال میں مرزا قادیانی نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوستان میں عربی ادب کا مذاق نہیں ہے۔ اس لئے ایک عربی قصیدہ لکھوا کر اور اس کی تمہید اردو میں لکھ کر رسالہ شائع کر کے اعجاز کا دعویٰ کیا جائے۔ اس زمانہ میں ایک عرب طرابلس کے رہنے والے ہندوستان میں آئے ہوئے تھے' جا بجا وہ پھرتے رہے اور حیدر آباد میں ان کا قیام زیادہ رہا۔ یہ عربی کے شاعر تھے اور مزاج میں آزادی بھی شاعروں کی سی رکھتے تھے۔ اس شہر میں مرزائی زیادہ ہیں' انہوں نے مرزا قادیانی سے ربط کرا دیا اور خط و کتابت ہونے لگی۔ مرزا قادیانی نے قصیدہ کی فرمائش کی' عرب صاحب نے روپیہ لے کر قصیدہ لکھ دیا۔

مولانا محمد سہول صاحب پورنپوری بھاگل پوری کہتے ہیں کہ حیدر آباد میں' میں نے اس سے ادب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ بڑا ادیب تھا کہتا تھا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت پیش آئی تھی' میں نے مرزا قادیانی کو لکھا: "اس نے قصیدہ لکھوایا' میں نے لکھ دیا' اس نے روپے مجھے دیئے۔"

اس شخص نے جان بوجھ کر کچھ ایسی غلطیاں بھی قصیدہ میں شامل کر دی تھیں جو اہل زبان سے مستبعد ہیں۔ اس کے متعلق مولانا لکھتے ہیں :

"سعید (شاعر کا نام) مرزا قادیانی کو جھوٹا جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عربی

ادب سے مرزا قادیانی کو مس نہیں ہے۔ اس لئے اس نے قصداً یہ غلطیاں رکھیں تاکہ اہل علم اس سے واقف ہو کر اس کی تکذیب کریں۔ چونکہ عرصہ تک ہند میں رہا ہے اور بعض علوم عقلیہ اس نے یہاں پڑھے ہیں اس لئے وہ ہندی محاورات سے بھی واقف تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو فریب دیا اور بعض ہندی الفاظ بھی قصیدہ میں داخل کردیئے۔ الحاصل یہ قصیدہ مرزا قادیانی کا اعجاز نہیں ہے۔ اگر اسے اعجاز کہا جائے تو سعید شامی کا اعجاز ہوگا۔“

غرض کہ کتاب کے تینوں حصوں میں مرزا قادیانی کی ایک ایک دلیل ‘ایک ایک اعجاز اور الہام و پیشگوئی کو لے کر عقل و نقل ہر پہلو سے اس پر کلام کیا ہے اور بغیر کسی جارحیت اور جذباتیت کے اس پر علمی طور پر ایسی تنقید کی ہے جو ہر طبع سلیم کے لئے قابل قبول ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام کے غدار

علامہ اقبالؒ نے قادیانی امت کو ملک اور اسلام کے غدار لکھا ہے۔ غدار کیا ہوتا ہے؟۔

گورونانک کے بعد سکھوں میں قابل احترام شخصیت بھائی گورو داس نے اشعار میں لکھا ہے کہ :

”بھنگن ایک مردہ کتے کا گوشت متوفی انسان کی کھوپڑی میں ڈال کر لئے جارہی تھی۔ گوشت شراب میں پکا ہوا اور حیض کے خون سے آلودہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ راہ گیر نے بھنگن سے سوال کیا ‘کتا نجس‘ مردہ انسان کی کھوپڑی‘ شراب کی سڑانڈ‘ حیض آلودہ رومال‘ تعفن شدید‘ اس کے ڈھکنے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ بھنگن نے جواب دیا۔ سب چیزیں بلاشبہ متعفن اور گندی ہیں۔ لیکن غدار کی نگاہ ان سے بھی بری ہے۔ اس ملغوبہ کو اس لئے ڈھانپ کر لئے جارہی ہوں مبادا کسی غدار کی نگاہ لگنے سے مزید خراب نہ ہو جائے۔“

فی الجملہ قادیانی نبوت اس ملغوبہ سے زیادہ پلید اور بدبودار ہے۔

یادِ رفتگاں

حضرت مولانا سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ

تحریر: میاں محمد اسلم

1974ء میں اللہ تعالیٰ نے ذوالفقار علی بھٹو کو ایک عظیم دینی کارنامہ سرانجام دینے کا سنہری موقعہ عنایت فرمایا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بحیثیت وزیر اعظم پاکستان قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم قرار دے دیا۔ اس ضمن میں تمام قانونی اور آئینی تقاضوں کو پورا کیا گیا۔ قادیانیوں یا مرزائیوں نے آج تک اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ وہ اب بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ظلم کی بات یہ ہے کہ ختم نبوت پر ایمان رکھنے والے پکے اور سچے مسلمانوں کو نہ صرف غیر مسلم سمجھتے ہیں بلکہ غیر مسلم کہتے بھی ہیں۔ وطن عزیز میں خفیہ طور پر عبادت خانے تعمیر کر کے وہاں عبادت کے نام سے جمع ہوتے ہیں اور پھر مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں وسیع و عریض قیمتی رقبہ برائے نام قیمت پر حاصل کیا وہاں ایک انچ زمین بھی مسلمان نہیں خرید سکتا تھا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے تعاون سے قادیانی بے انتہا دولت اکٹھی کر کے اس سے پاکستان میں بڑے بڑے کاروبار بھی کر رہے ہیں اور اپنے لئے محل نما کوٹھیاں بھی تعمیر کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے خیابان کالونی نمبر2 میں بے شمار پلاٹ خرید کر کافی کوٹھیاں بھی تعمیر کر لی ہیں اور اب ایک کوٹھی کے نام پر عبادت خانہ بھی تعمیر کر کے وہاں باقاعدہ جمعہ کی ادائیگی اور اپنے اجتماعات بھی شروع کر دیئے۔ جمعہ کے دن بے شمار کاریں اس عبادت خانہ کے گرد کھڑی ہوتی ہیں اور اب ان اجتماعات کے موقعوں پر مسلح شخص بھی سڑک پر کھڑے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان کی ان اسلام دشمن سرگرمیوں کے بڑھنے پر دین کا درد رکھنے والے حضرات کو تشویش ہوئی۔ کچھ اصحاب نے انفرادی سطح پر کوششیں بھی کیں جو بار آور نہ ہوئیں۔ قادیانی سازشیں اور اسلام دشمن کارروائیاں جب بڑھتی گئیں تو دینی مدرسہ کے ایک طالب علم نے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں خط تحریر کر کے یہاں کے حالات سے آگاہ کیا۔ مرکز نے جھنگ سے مولانا غلام حسین مبلغ ختم نبوت کو فیصل آباد بھیجا۔ وہ جامع مسجد عثمانیہ خیابان نمبر2 میں تشریف لائے تو قاری نعیم مہتمم جامعہ عثمانیہ علامہ شریف احمد قریشی اور چند دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ علامہ

صاحب نے مولانا غلام حسین کی شیخ محمد اشفاق صدر ویلفیئر سوسائٹی خیابان کالونی نمبر 2 سے ملاقات کروائی۔ شیخ اسحاق کی رہائش گاہ پر اہل محلہ اکٹھے ہوئے۔ اس پروگرام میں شرکاء سے حضرت سید ممتاز الحسن گیلانیؒ نے خطاب کیا۔ مولانا غلام حسین صاحب نے مختلف مساجد کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے ایک ایک دن میں کئی کئی تقریریں کیں۔ جس کے نتیجہ میں مقامی آبادی میں صحیح معنوں میں قادیانی فتنہ کا ادراک اور احساس پیدا ہوا۔ قاری مخدوم صاحب خطیب جامع مسجد مصطفائی، کفیل ہاشمی صاحب خطیب جامع مسجد اتفاق، جامع مسجد توحید اہل حدیث کے خطیب حبیب الرحمٰن اور خطیب مدینہ قرآن اکیڈمی نے خصوصی تعاون کیا۔ عمران روڈ کے ایک خالی پلاٹ پر صاحبزادہ طارق محمود صاحب کی زیر صدارت ایک کارنر میٹنگ منعقد ہوئی۔

اس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ وقاص چوک کے نزدیک رانا غضنفر علی صاحب صدر ویلفیئر سوسائٹی خیابان کالونی نمبر 2 اور خلیل احمد سلہریا جنرل سیکرٹری کی کاوش سے دوسری کارنر میٹنگ منعقد ہوئی۔ مولانا مجاہد الحسینی صاحب مہمان خصوصی تھے اور راقم الحروف نے نقابت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس پروگرام کے مقررین صاحبزادہ طارق محمود صاحب، مولانا غلام حسین صاحب، قاری مخدوم صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، قاری نوید صاحب، علامہ شریف احمد قریشی صاحب اور شیخ اشفاق صاحب صدر ویلفیئر سوسائٹی خیابان کالونی نمبر 2 تھے۔ صحافی حضرات بھی شریک ہوئے۔ جناب نصیر احمد آزاد پروپرائٹر شگر یلا پرنٹرز نے خصوصی شرکت فرمائی۔ مولانا رشید عمر صاحب امیر حلقہ غربی پنجاب رفقاء تنظیم اسلامی کے ساتھ اس کارنر میٹنگ میں شریک ہوئے اور موصوف نے پرجوش خطاب بھی فرمایا۔ مولانا مجاہد الحسینی نے انتہائی معلوماتی اور پراثر خطاب کیا اور حاضرین کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور پھر بڑی ہی پرسوز دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام کیا۔ اس پروگرام میں سینکڑوں افراد نے شرکت فرمائی۔ چند پروگراموں میں حضرت ممتاز الحسن گیلانی صاحبؒ نے بڑی پرجوش اور مدلل تقریریں کیں۔ حضرت ممتاز الحسن صاحبؒ کے جذبہ جوش، ذوق اور دین کے لئے گہرے درد نے مجھے بہت متاثر کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریروں کا مرکز و محور حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ موصوف نے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شب و روز محنت جو انہوں نے ختم نبوت کے ضمن میں سرانجام دیں تھیں ان کی تفصیلات انتہائی خوبصورت الفاظ اور انوکھے انداز میں پیش کرتے تو

حاضرین کے سامنے ماضی کی تصویر اجاگر ہو جاتی۔

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جیل کی مشقتوں کا ذکر کرتے تو شرکاء محفل کی آنکھیں آنسو سے تر ہو جاتیں۔ جامع مسجد عثمانیہ میں ایک دن خصوصی نشست ہوئی۔ شریک مجلس علامہ شریف احمد قریشی' قاری نعیم کے علاوہ دیگر احباب بھی تھے۔ حضرت ممتاز الحسن صاحبؒ نے گہرے احساس کے ساتھ راقم الحروف کے والد ماجد محترم چوہدری صادق علی مرحوم ومغفور سے اپنی طویل رفاقت کا ذکر فرمایا۔ ایک روز مولانا غلام حسین علامہ شریف احمد قریشی' قاری محمد نعیم اور راقم الحروف حضرت گیلانی صاحبؒ کی رہائش گاہ واقع کہکشاں کالونی میں حاضر ہوئے تو موصوف نے بڑی گرم جوشی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کی۔ چائے اور دیگر لوازمات کے ساتھ اکرام مسلم کیا۔ خیابان کالونی میں تحریک ختم نبوت کے بارے میں سوالات کئے پھر ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ دوران گفتگو حضرت گیلانی صاحبؒ نے جب یہ شعر پڑھا:

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی شر

تو اس شعر نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا اور اس شعر کو لکھنے لگا تو موصوف نے میرے شوق وذوق کو دیکھتے ہوئے لپک کر ایک کتابچہ الماری سے نکالا اور مجھے تھما دیا۔ بندہ اس عنایت پر ممنون احسان ہوا۔ حضرت گیلانی صاحبؒ کی اس عنایت میں مولانا غلام حسین کا دخل بھی تھا۔ اس کتابچہ کا عنوان حرف اقبال سے ماخوذ ''اسلام اور قادیانیت'' تھا۔ نصیر احمد آزاد صاحب نے اپنے پرنٹنگ پریس ''شنگریلا پرنٹرز'' سے شائع کیا تھا۔ اکثر دل میں یہ خواہش جنم لیتی رہی کہ پھر گیلانی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دی جائے لیکن وقت نہ مل سکا۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ختم نبوت کے سالانہ اجلاس میں شرکت کا موقع ملا۔ حضرت ممتاز الحسن گیلانی صاحبؒ سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ اس پروگرام میں تقریر کر چکے تھے۔ دور سے ہی دراز قامت اور مہندی رنگ طویل ریش کی بناء پر پہچانے جاتے تھے۔ حضرت گیلانی صاحبؒ ایک مرتبہ سٹیج سے اترے تو راقم نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضرت جی نے سینے سے لگا لیا بڑی گرم جوشی سے معانقہ کیا جو اخلاص سے پر تھا۔ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے پروگرام کے اختتام پر مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد حضرت گیلانی صاحبؒ کی صحبت میں جا بیٹھا۔ موصوف نے مجھ سے گزشتہ

ملاقات میں سنائے ہوئے شعر سنانے کا حکم دیا۔ راقم نے جواب میں علامہ اقبال کی وہ پوری نظم سنادی جو حسب ذیل ہے:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہئے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر

ایک روز میں نے مولانا مجاہد الحسینی صاحب کی رہائش گاہ پر حاضری دی تو انہوں نے اپنے ماہانہ ''صوت الاسلام'' میں والد محترم کا شائع کردہ مضمون ''قادیانیت کا ایک سبق آموز سفر'' دیا۔ میں مولانا صاحب سے اس شمارے کے چند رسالے لئے گھر آیا تو اسی خواہش نے جنم لیا کہ ان میں سے پہلا رسالہ حضرت گیلانی صاحبؒ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

محترم والد مرحوم کا مضمون پڑھ کر حضرت گیلانی صاحبؒ خوش ہوں گے۔ اس ارادے کو عملی

جامہ پہنانے کے لئے علامہ شریف احمد قریشی صاحب سے فون کے ذریعہ رابطہ کرنے کی کوشش کی تو موصوف گھر نہ ملے۔ ایک روز علامہ صاحب اور قاری نعیم صاحب سے ملاقات ہوئی تو علامہ صاحب نے جذبے میں ڈوبے ہوئے الفاظ کے ساتھ اس خصوصی نشست کا ذکر کیا جو ان کی رہائش گاہ پر ہوئی تھی۔ علامہ صاحب نے مزید فرمایا کہ ہمیں گیلانی صاحبؒ کی صحبت سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے اور ساتھ ہی حکم جاری کر دیا کہ جب بھی ان سے ملاقات کے لئے جائیں تو ہم اکٹھے جائیں گے۔ چونکہ علامہ صاحب محترم والد مرحوم کے دوستوں میں سے ہیں لہذا ان کی ہر بات میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔

ایک دن علامہ صاحب کا فون آیا تو انہوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی کہ حضرت گیلانی صاحبؒ وفات پا گئے ہیں۔ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے ہیں ان کا انتقال پر ملال ہو چکا ہے۔ علامہ صاحب نے اسی نوع کی گفتگو رقت آمیز آواز میں جاری رکھی لیکن میری کیفیت کچھ ایسی تھی جیسے کہ میں کچھ سن ہی نہیں رہا۔ علامہ شریف احمد صاحب اور گیلانی صاحبؒ کے ہمسائے کے ہمراہ حضرت ممتاز الحسن مرحوم و مغفور کے گاؤں وزیروالا گئے۔ مرحوم کے بیٹے سے ملاقات ہوئی۔ ان سے تعزیت کی انہیں صوت الاسلام کا شمارہ دیتے ہوئے عرض کی کہ حضرت گیلانی صاحبؒ کو یہ رسالہ میں خود حاضر ہو کر دینا چاہتا تھا لیکن نہ دے پایا۔ حضرت ممتاز الحسن گیلانی صاحبؒ کی لحد پر حاضری دی دعائے مغفرت کی اور بوجھل قدموں اور گہرے صدمے کے ساتھ فیصل آباد واپسی ہوئی۔ مولانا صاحبزادہ طارق محمود سے ملاقات ہوئی تو گیلانی صاحبؒ کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ گیلانی صاحبؒ سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کو غم میں ڈوبے ہوئے الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتے پایا۔ مورخہ 28 اکتوبر بروز جمعرات کو پیپلز کالونی میں حضرت ممتاز الحسن گیلانی صاحبؒ نے ایک نکاح پڑھایا۔ اس تقریب میں حضرت فاطمہؓ کا ذکر بڑے خلوص اور جذبے کے ساتھ فرما رہے تھے۔ تمام محفل آپ کی خطابت سے مستفید ہو رہی تھی کہ اچانک حکم خداوندی سے روح جسم کا ساتھ چھوڑ گئی۔ بظاہر دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا لیکن شمع رسالت کا پروانہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا سچا اور پکا رفیق اور خادم خاص جس کی ساری زندگی ختم نبوت کے عظیم مقصد میں لگی تھی اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو گیا۔ محفل کو حیران و پریشان اور غم سے نڈھال چھوڑ گیا:

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہم سو گئے داستاں کہتے کہتے!

قسط نمبر 12

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ — ترجمہ: مولانا قاری قیام الدین مدظلہ

وأخرج (ك) أيضا عن الزهري قال: موت المهدي موتا ثم يصير الناس بعده في فتنة ويقبل اليهم رجل من بني مخزوم فيبايع له فيمكث زمانا ثم ينادي مناد من السماء ليس بانس ولا جان بايعوا فلانا ولا ترجعوا على أعقابكم بعد الهجرة فينظرون فلا يعرفون الرجل ثم ينادي ثلاثا ثم يبايع المنصور فيصير الى المخزومي فينصره الله عليه فيقتله ومن معه ٭

حضرت مہدی کے بعد

ترجمہ :۔ حضرت زہریؒ سے منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی طبعی موت کے بعد لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کی طرف بنی مخزوم میں سے ایک شخص بڑھے گا۔ پس اس کی بیعت کی جائے گی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد آسمان سے ایک منادی جو نہ انسان ہوگا نہ جن‘ ندا کرے گا۔ (اے لوگو !) فلاں شخص سے بیعت ہو جاؤ اور ہجرت کے بعد اپنی ایڑیوں کے بل واپس مت لوٹو۔ پس لوگ دیکھیں گے لیکن اصل شخص کو نہیں پہچانیں گے۔ آخر تین دفعہ کی منادی کے بعد منصور کی بیعت کی جائے گی اور وہ مخزومی شخص کی طرف روانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال ہوگی۔ پس وہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارے گا۔

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال: يتولى رجل من بني مخزوم ثم رجل من الموالي ثم يسير رجل من المغرب رجل جسيم طويل عريض ما بين المنكبين فيقتل من لقيه حتى يدخل بيت المقدس فيموت موتا فتكون الدنيا شرا مما كانت ثم يلي بعده رجل من مضر يقتل أهل الصلاح ظلوم غشوم ثم يلي من بعد المضري اليماني القحطاني يسير سيرة أخيه المهدي وعلى يديه تفتح مدينة الروم ٭ وأخرج (ك) أيضا عن الوليد عن معمر قال: قال رسول الله ﷺ: ما القحطاني بدون المهدي ٭ وأخرج (ك) أيضاً عن عبد الله بن عمرو قال: بعد الجبابرة الجابر ثم المهدي ثم المنصور ثم السلم ثم أمير العصب ٭

ترجمہ :۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ پہلے بنی مخزوم کا ایک شخص حکمران ہوگا۔ اس کے بعد غلاموں میں سے ایک شخص زمام حکومت سنبھالے گا۔ بعد ازاں مغرب کی سمت سے ایک جسیم دراز قد‘ دونوں

کندھوں کے درمیان کشادگی والا شخص روانہ ہوگا۔ جو ہر سامنے آنے والے شخص کو قتل کرے گا اور بیت المقدس میں داخل ہونے کے بعد اسے موت آجائے گی۔ اور دنیا کی حالت پہلے سے بدتر ہوجائے گی۔ اس کے بعد قبیلہ مضر کا ایک شخص حکومت سنبھالے گا۔ جو بہت ظالم وغاصب ہوگا۔ کہ صالح اشخاص کو قتل کرے گا۔ پس ازاں ایک عمانی قحطانی شخص حکومت کی باگ ڈور سنبھالے گا۔ جو اپنے بھائی مہدی علیہ الرضوان کی سیرت پر عمل کرے گا اور اسی کے ہاتھوں پر رومیوں کا شہر (قسطنطنیہ) فتح ہوگا۔

جناب ولیدؒ حضرت معمرؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ قحطانی شخص مہدی سے مرتبہ میں کم نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا ارشاد ہے کہ سرکش و تکبر لوگوں کے بعد جابر حکمران ہوگا، پھر حضرت مہدی علیہ الرضوان، پھر منصور، پھر مسلم، پھر امیرا لعصب۔

وأخرج (ك) أيضا عن ابن عمرو أنه قال : يامعشر اليمن يقولون : ان المنصور منكم والذى نفسى بيده إنه لقرشى أبوه ولو أشاء أن أسميه الى أقصى جد هو له لفعلت ، وأخرج أيضا عن قيس بن جابر الصدفى أن رسول الله ﷺ قال : « سيكون من أهل بيتى رجل يملأ الأرض عدلا كما ملئت جوراً ثم من بعده القحطانى والذى نفسى بيده ماهو دونه »

وأخرج (ك) أيضا عن أرطاة قال : ينزل المهدى بيت المقدس ثم يكون خلف من أهل بيته بعده تطول مدتهم ويجبرون حتى يصلى الناس على بنى العباس فلا يزال الناس كذلك حتى يغزو مع واليهم القسطنطينية وهو رجل صالح يسلمها الى عيسى ابن مريم ولا يزال الناس فى رخاء مالم ينتقص ملك بنى العباس فاذا انتقص ملكهم لم يزالوا فى فتن حتى يقوم المهدى ٠

حضرت مہدی بیت المقدس میں

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا یہ قول منقول ہے کہ یمنی لوگوں کی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ منصور تمہارے خاندان سے ہوگا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، منصور کا باپ قریشی ہوگا۔ اگر میں چاہوں تو آخری کڑی تک نام بنام اس کا نسب ذکر کردوں۔ تو میرے لئے ممکن ہے۔ حضرت قیس بن جابر صدفیؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمین کو عدل سے ایسے بھردے گا جیسے وہ پہلے ظلم وزیادتی سے بھری تھی۔ اس کے بعد قحطانی امیر ہوگا۔ قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قحطانی اس سے مرتبہ میں کم نہیں۔ حضرت ارطاةؓ کا فرمان منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سفر کرتے کرتے بیت المقدس میں فروکش ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ان کے اہل بیت میں سے چند لوگ آئیں گے۔ جن کی مدت حکومت طویل

ہوگی۔ وہ سرکشی کریں گے۔ یہاں تک کہ لوگ بنوعباس کی تعریف کرنے لگیں گے۔ ایک عرصہ لوگوں کا یہی حال رہے گا۔ یہاں تک کہ اپنے ایک صالح والی کے ساتھ قسطنطنیہ پر جہاد کریں گے۔ اور وہ صالح والی‘ حکومت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے خود سپرد کردے گا اور عوام بدستور آسودگی وخوشحالی کی زندگی بسر کریں گے۔ جب تک بنوعباس کی سلطنت خلل پذیر نہ ہو۔ جب ان کی سلطنت خلل پذیر ہوجائے گی تو لوگ برابر فتنوں میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظہور پذیر ہوں۔

واخرج (ك) أيضا عن عبد الله بن عمرو قال: ثلاثة أمراء يتوالون تفتح كلها عليهم كلهم صالح الجابر ثم المفرج ثم ذو العصب يمكثون أربعين سنة ثم لاخير في الدنيا بعدهم •

وأخرج (ك) أيضا عن سليمان بن عيسى قال: بلغني أن المهدي يمكث أربع عشرة سنة ببيت المقدس ثم يموت ثم يكون من بعده رجل من قوم تبع يقال له المنصور يمكث ببيت المقدس إحدى وعشرين سنة ثم يقتل ثم يملك المولى يمكث ثلاث سنين ثم يقتل ثم يملك بعده هشيم المهدي ثلاث سنين وأربعة أشهر وعشرة أيام •

ترجمہ :۔ نعیم بن حماد” حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ تین امیر یکے بعد دیگرے ایسے ہوں گے۔ جن کے ہاتھ پر تمام سرزمین فتح ہوگی۔ ان میں سے ہر صالح ہوگا۔ جابر‘ پھر مفرج‘ پھر ذوا لعصب‘ چالیس سال باقی رہیں گے۔ ان کے بعد دنیا میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ حضرت سلیمان بن عیسیٰ ؒ سے مروی ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بیت المقدس میں چودہ سال قیام کریں گے۔ پھر وفات پاجائیں گے۔ ان کے بعد قوم تبع کا ایک شخص ”منصور نامی“ امیر ہوگا جو بیت المقدس میں اکیس سال رہے گا پھر اسے قتل کردیا جائے گا۔ بعد ازاں ایک غلام بادشاہت کرے گا پھر اسے بھی قتل کردیا جائے گا۔ اس کے بعد ھشیم مہدی تین سال چار مہینے دس روز بادشاہ رہے گا۔

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال: يكون بعد المهدي خليفة من أهل اليمن من قحطان أخو المهدي في دينه يعمل بعمله وهو الذي يفتح مدينة الروم ويصيب غنائمها •

وأخرج (ك) أيضا عن أرطاة قال: يكون بين المهدي و بين الروم هدنة ثم يهلك المهدي ثم يلي رجل من أهل بيته يعدل قليلا ثم يقتل •

ترجمہ :۔ حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بعد قبیلہ قحطان کا ایک یمنی شخص خلیفہ بنے گا۔ جو دین میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کا بھائی ہوگا اور ان کی روش پر چلے گا۔ وہی روم کا شہر (قسطنطنیہ) فتح کرے گا اور اس کے مال غنیمت حاصل کرے گا۔ حضرت ارطاةؓ مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور رومیوں کے درمیان مصالحت ہوگی اس کے بعد حضرت مہدی علیہ

الرضوان وفات پاجائیں گے۔ پس ازاں ان کے گھرانہ کا ایک شخص حکمران ہوگا۔ جو کچھ عدل سے کام لے گا پھر اسے قتل کردیا جائے گا۔

وأخرج (ك) أيضا عن قيس بن جابر الصدفى أن رسول الله ﷺ قال : « القحطانى بعد المهدى وماهو دونه » ، وأخرج أيضا عن أرطاة قال : بلغنى أن المهدى يعيش أربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الأذنين على سيرة المهدى بقاؤه عشرون سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل من أهل بيت النبى ﷺ مهدى حسن السيرة يغزو مدينة قيصر وهو آخر أمير من أمة محمد ﷺ ثم يخرج فى زمانه الدجال وينزل فى زمانه عيسى ابن مريم •

ترجمہ :۔ حضرت قیس بن جابر صدفی ؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ قحطانی مہدی کے بعد حکمران ہوگا۔ وہ مہدی سے رتبہ میں کم نہیں۔ حضرت ارطاہ ؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان چالیس سال زندہ رہیں گے اور پھر انہیں بستر پر موت آئے گی۔ بعد ازاں قبیلہ قحطانی کا کانوں میں سوراخ والا شخص نکلے گا جو سیرہ مہدی علیہ الرضوان پر قائم ہوگا۔ جو بیس سال باقی رہے گا پھر اسلحہ سے اسے شہید کردیا جائے گا۔ پھر نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو ہدایت یافتہ اور عمدہ سیرت کا مالک ہوگا۔ جو قیصر کے شہر پر جہاد کرے گا۔ وہ امت محمد ﷺ کا آخری امیر ہوگا۔ پھر اس کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

هذه الآثار كلها لخصتها من كتاب الفتن لنعيم بن حماد وهو أحد الأئمة الحفاظ ، وأحد شيوخ البخارى ، وبقى من أخبار المهدى ما أخرج (ك) ابن أبى شيبة فى المصنف عن أبى سعيد الخدرى قال : قال رسول الله ﷺ : « يكون فى أمتى المهدى ان طال عمره أو قصر عمره ملك سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين فيملأها قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما وتمطر السماء مطرها وتخرج الأرض بركتها وتعيش أمتى فى زمانه عيشا لم تعشه قبل ذلك •

وأخرج (ك) ابن أبى شيبة عن ابن عباس قال : لا تمضى الأيام والليالى حتى يلى منا أهل البيت فتى لم تلبسه (1) الفتن ولم يلبسها قيل ياأبا العباس يعجز عنها مشيختكم وينالها شبابكم ؟ قال : هو أمر الله يؤتيه من يشاء •

ترجمہ :۔ ان مذکورہ بالا تمام آثار روایات کی تلخیص میں نے آئمہ حفاظ میں شامل امام بخاری ؒ کے شیوخ میں سے ایک حضرت نعیم بن حماد ؒ کی کتاب الفتن سے کی ہے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے حالات کے متعلق وہ روایات جو امام ابن ابی شیبہ ؒ اپنے مصنف میں درج کی ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ میری امت (کے آخر) میں مہدی علیہ

بقیہ صفحہ 9 پر

اکابر کے خطوط

ادارہ

حضرت مولانا سید محمود شاہ گجراتی مرحوم

حضرت مولانا سید محمود شاہ گجراتی مرحوم بریلوی مکتب فکر کے عالم دین اور نامور خطیب تھے اتحاد امت کی کوئی تقریب ہوتی اس میں شرکت سے گریز نہ کرتے تھے ان کے دو خطوط پیش خدمت ہیں(۱)چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے دعوت نامہ کے جواب میں آپ نے مولانا محمد شریف جالندہری کو تحریر فرمایا ۲۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ مولانا سید نور الحسن رحمتہ اللہ علیہ وغیرہم نے ملکر جمیعتہ علماء اسلام ۔ جمیعتہ علماء پاکستان مجلس احرار، جمیعتہ اہل حدیث، تنظیم اہل سنت، مجلس تحفظ ختم نبوت ادارہ حقوق شیعہ پر مشتمل ایک متحدہ دینی محاذ بنایا۔ یہ ۷۰ء کے الیکشن سے قبل کی بات ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے محاذ میں اس شرط پر شمولیت قبول کی تھی کہ دینی امور میں مشترکہ کوشش کے لیئے ہم حاضر ہیں البتہ مجلس چونکہ غیر سیاسی ہے اسلئے الیکشن کے امور میں مجلس شریک نہ ہو گی۔ اور مجلس کی یہ شرط اخبارات میں شائع ہو گئی تھی اور میٹنگ میں شریک تمام جماعتوں نے اس شرط کو قبول کر لیا تھا۔ اس زمانے کے اخبارات اس امر کے شاہد عدل ہیں تب اس محاذ میں مجلس کی نمائندگی کا کام حضرت مولانا محمد شریف جالندہری مرحوم کو سونپا گیا۔ اس ضمن میں محاذ کی ایک میٹنگ کے لیے مولانا سید محمود شاہ مرحوم نے مولانا محمد شریف مرحوم کو دعوت نامہ بھجوایا جو پیش خدمت ہے۔

متحدہ دینی محاذ پاکستان

چوک رنگ محل ۔ لاہور

پریس ریلیز

تاریخ 9/7/70

حوالہ نمبر

مکرمی و محترمی جناب حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متحدہ دینی محاذ کی طرف سے پاکستان کے قومی و صوبائی انتخابات کے سلسلے میں ایک اہم میٹنگ بتاریخ 25 جولائی 70ء بروز ہفتہ 9 بجے صبح دفتر جمعیت علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور میں منعقد ہونا قرار پائی ہے حضور وقت پر تشریف لا کر ممنون فرماویں۔ فقط والسلام

سید محمود شاہ

ناظم اعلیٰ متحدہ دینی محاذ

صاحبزادہ سید محمود شاہ

خطیب اعظم گجرات و نائب صدر جمعیۃ العلماء

مغربی پاکستان

گجرات

بخدمت مولانا صاحب سلمہ

السلام علیکم ... [illegible]

[illegible]

سید محمود شاہ

14/7

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سالانہ رد قادیانیت ورد عیسائیت کورس چناب نگر

تقریب تقسیم اسناد وانعامات

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ رد قادیانیت ورد عیسائیت کورس بمقام مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد مسلم کالونی چناب نگر مورخہ 14نومبر 1999ء سے شروع ہوکر 5دسمبر1999ء کو بخیر خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اختتامی تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت صاحبزادہ طارق محمود' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا عبداللطیف مسعود' حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال' ناظم اعلیٰ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا نے شرکت فرمائی۔

دارالمبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تاریخ کا ایک تسلسل ہے۔ سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنماؤں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ' حضرت چوہدری افضل حقؒ' جناب ماسٹر تاج الدین انصاریؒ' جناب شیخ حسام الدینؒ اور دیگر رہنماؤں نے شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام کل ہند کے زیر اہتمام قادیان میں تربیتی کورس شروع کیا تھا۔ تب فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ' حضرت مولانا عنایت اللہ چشتیؒ نے وہاں پر کئی علماء طلباء اور کارکنوں کو قادیانیت کے خلاف چلتا پھرتا مبلغ بنادیا۔ پاکستان بننے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملتان' چنیوٹ' ملتان میں یہ دارالمبلغین کے تحت رد قادیانیت کورس کا سلسلہ چلتا رہا۔ 1414ھ میں اس کورس کو ملتان دفتر مرکزیہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت جامع مسجد مسلم کالونی چناب

نگر میں منتقل کیا گیا۔ اس وقت تک اس میں شرکت کرنے والے حضرات کی تعداد یہ ہے:

1414ھ	داخل شدہ طلباء کرام کی کل تعداد	79
1415ھ	" " " "	126
1416ھ	" " " "	115
1417ھ	" " " "	115
1418ھ	" " " "	100
1419ھ	" " " "	145
1420ھ	" " " "	122
1414ھ سے 1420ھ تک کل تعداد		802

غرض بحمدہ تعالیٰ ان سات سال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام صرف چناب نگر سے فارغ ہونے والے حضرات کی تعداد آٹھ صد ہے۔ ملتان دفتر مرکزیہ اور ملک بھر میں جہاں کہیں دار المبلغین کے زیر اہتمام کورس ہوتے رہتے ہیں ان کی تعداد ان کے علاوہ ہے جو اس دورانیہ (سات سال) میں دس ہزار سے یقیناً کم نہ ہوگی۔ اس سال چناب نگر کورس کے شرکاء کے امتحان کی رپورٹ یہ ہے:

کل داخل شدہ طلباء 121 امتحان دینے والے طلباء 107

پہلی پوزیشن سرگودھا کے ابوبکر صدیق نے کل نمبر 200 سے 191 نمبر لے کر حاصل کی۔ دوسری پوزیشن رحیم یار خان کے راشد مدنی نے 167 نمبر لے کر حاصل کی۔ تیسری پوزیشن راولپنڈی کے محمد شعیب نے 162 نمبر لے کر حاصل کی۔ چوتھی پوزیشن نارووال کے عبدالمتین نے 159 نمبر لے کر حاصل کی۔ پانچویں پوزیشن وہاڑی کے سجاد ظفر نے 159 لے کر حاصل کی۔ چھٹی پوزیشن جھنگ کے اعجاز احمد نے 159 لے کر حاصل کی۔ ساتویں پوزیشن ٹوبہ ٹیک سنگھ کے عتیق الرحمٰن نے 158 نمبر لے کر حاصل کی۔ آٹھویں پوزیشن ڈیرہ اسماعیل خان کے محمد طیب عثمانی نے 156 نمبر لے کر حاصل کی۔ نویں پوزیشن اوکاڑہ کے محمد حسن نے 156 نمبر لے کر حاصل کی۔ دسویں پوزیشن جھنگ کے مولانا محمد علی نے 155 نمبر لے کر حاصل کی۔

اب ذیل میں اس سال شرکت فرمانے والے حضرات کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:

(1) مولانا سلطان محمود کراچی (2) ثاقب شہزاد جہلم (3) قاضی محمد اویس لاہور (4) گل فردوس مانسہرہ (5) سجاد گل ہری پور ہزارہ (6) صدیق اللہ خان مانسہرہ (7) قاری فیصل احمد خوشاب (8) عبدالجبار کوہاٹ (9) فضل حمید سوات (10) اعجاز الحسن سرگودھا (11) ضیاء الرحمن ایبٹ آباد (12) حافظ عبداللہ عادل خوشاب (13) حبیب اللہ مالاکنڈ (14) محمد جاوید رحیمی لاہور (15) محمد عطاء الرحمن شاہ شیخوپورہ (16) محمد انور خانیوال (17) محمد شاہد کریم خانیوال (18) شہزاد لمعہ مانسہرہ (19) محمد شعیب ایبٹ آباد (20) محمد ابوبکر مطیع الرحمن راولپنڈی (21) اظہر محمود راولپنڈی (22) عبداللطیف بہاول پور (23) عبدالقدیر آزاد کشمیر (24) محمد ایوب شاہ پشاور (25) اظہر اقبال راولپنڈی (26) سید سمیع اللہ گلگت (27) خلیل الرحمن لاہور (28) سید نقیب اللہ پشین (29) سجاد احمد قصور (30) سیف اللہ دہاڑی (31) نثار احمد مستونگ (32) محمد اسلم سیالکوٹ (33) اسرار الحق اسلام آباد (34) محمد تحسین معاویہ شیخوپورہ (35) محمد علی چنیوٹ (36) ڈاکٹر منیر احمد طاہر ملتان (37) محمد رضوان فیصل آباد (38) طارق پرویز جاوید فیصل آباد (39) سمیع الرحمن رحیم یار خان (40) جلیل احمد رحیم یار خان (41) مولانا نیک محمد عمر کوٹ (42) محمد راشد مدنی رحیم یار خان (43) وجیہہ الدین رئیس میرپور خاص (44) محمد ذیشان خوشاب (45) عزیز الرحمن چنیوٹ (46) شہباز احمد چنیوٹ (47) محمد ناصر حافظ آباد (48) مسعود اختر فیصل آباد (49) مولانا اختر علی بنوں (50) محمد ادنال لاہور (51) محمد شبیر لاہور (52) صہیب ظفر کہروڑ پکا (53) عبدالقدیر چیچہ وطنی (54) محمد زاہد عظیمی کبیر والہ (55) ناصر رشید مانسہرہ (56) بشارت حسین شاہ مانسہرہ (57) مختار حسین شاہ مانسہرہ (58) محمد کاشف مانسہرہ (59) یاسر منظور مانسہرہ (60) محمد سعود الحسن دہاڑی (61) محمد طاہر احمد پور شرقیہ (62) سیف اللہ احمد پور شرقیہ (63) محمد طیب احمد پور شرقیہ (64) محمد اختر لودھراں (65) عبدالرحمن لودھراں (66) تسنیم الرحمن مانسہرہ (67) مولانا مشتاق احمد ملتان (68) محمد عابد احمد پور شرقیہ (69) محمد ظفر احمد پور شرقیہ (70) محمد شاہد گھوٹکی (71) عبدالمتین شکر گڑھ (72) عتیق الرحمن ٹوبہ ٹیک سنگھ (73) ظفر اقبال ملتان (74) سیف اللہ خالد پاکپتن (75) محمد اسحق مردان (76) جلیل احمد راجن پور (77) رستم خورشید مانسہرہ (78) عبدالقیوم ملک مظفر گڑھ (79) محمد عظیم خان کوئٹہ (80) عصمت اللہ پشین (81) محمد امین لیہ (82) میجر عبدالباسط اوکاڑہ (83) محمد شفیق عثمانی فیصل آباد (84) اظہر اقبال ساجد فیصل آباد (85) محمد معاویہ حسن فیصل آباد

(86) محمد طیب عثمانی ڈیرہ اسماعیل خان (87) سجاد حسین ظفر دہاڑی (88) محمد شہزاد فاروقی کھاریاں (89) محمود احمد چنیوٹ (90) غلام یٰسین مظفر گڑھ (91) محمد ارشد چنیوٹ (92) محمد منظر ملتان (93) محمد حسن لوکاڑہ (94) غلام عباس جھنگ صدر (95) سید جمال الدین ہرات (96) محمد یٰسین گوجرانوالہ (97) اعجاز احمد جھنگ (98) محمد طیب فاروقی سرگودھا (99) محمد ابوبکر صدیق سرگودھا (100) محمد بلال ھنجوی شورکوٹ (101) مفتی غلام جیلانی کراچی (102) محمد سلیمان لیہ (103) عبداللطیف لیہ (104) ظفر اقبال قصور (105) محمد امین قصور (106) مولانا عتیق الرحمٰن جہلم (107) محمد محمود خان خوشاب (108) غلام مصطفیٰ گوجرانوالہ (109) گلفام یعقوب شیخوپورہ (110) بجامین ڈیرہ اسماعیل خان (111) محمد اسمٰعیل ڈیرہ اسماعیل خان (112) عبدالغفار لیہ (113) خلیل احمد لودھراں (114) حفیظ اللہ فاروقی فیصل آباد (115) قمر الزمان خانیوال (116) امان اللہ حافظ آباد (117) مفتی محمد صابر بہاول پور (118) محمد شفیق کھاریاں (119) حافظ حماد اللہ پسرور (120) محمد احمد انور ملتان (121) عبدالرؤف مانسہرہ (122) محمد امیر الدین مظفر گڑھ

پشاور میں رد قادیانیت کورس اور قرآن حکیم کے درس

پشاور (رپورٹ : مولانا نور الحق نور) یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قادیانیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور ہے جس مقصد اسلام سے غداری اور عالم اسلام سے دشمنی' مسئلہ جہاد کو ختم کرنا' امت مسلمہ کو محمد عربی ﷺ کے دامن اقدس سے علیحدہ کر کے کذاب مدعی نبوت مرزا غلام کادیانی کے ناپاک و نجس دامن سے وابستہ کرنا اور ان کو جہنم کا ایندھن بنانا' پاکستان کی سالمیت کے خلاف مختلف مذہبی طبقوں میں افتراق وانتشار پیدا کر کے مرزائیت کے گورو گھنٹال مرزا محمود آنجہانی کے ناپاک عزائم پاکستان کو اکھنڈ بھارت کے منصوبے کی تکمیل کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی میں دینا وغیرہ وغیرہ کی خاطر مرزائی گروہ سرگرم ہے۔ اہل اسلام کے ایمان کے تحفظ کے لئے اور ان ایمان کے ڈاکو قادیانیوں سے بچانے کی خاطر پاک وہند کے علماء کرام اور غیور مسلمانوں نے قادیانی گروہ کی ارتدادی جدوجہد کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے ہر میدان میں مرزا کذاب قادیانی اور اس کی ذریت کی وہ درگت بنائی کہ مرزائی میدان چھوڑ کر برطانیہ کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں نے تردید قادیانیت پر تحریری اور تقریری اس قدر کام کیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

قیام پاکستان کے بعد حکومت برطانیہ کے ایک منصوبے اور سازش کے تحت قادیانی حکومتی اداروں کی کلیدی آسامیوں پر قابض ہو کر اپنی دیرینہ روایات کے مطابق زن زر نوکری اور چھوکری کے چکروں کے ذریعہ مسلمانوں کو قادیانی کے جال میں گرفتار کر کے یہ خیال کر بیٹھے کہ بس اب حکومت ہماری ہونیوالی ہے اور مرزا محمود آنجہانی نے اعلان کر دیا کہ عنقریب پاکستان میں حکومت قادیانیوں کی ہو گی اور مسلمان علماء و عوام مجرموں کی طرح ہمارے روبرو پیش ہوں گے۔ قادیانیوں کے اس گھمنڈ کو خاک میں ملانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مرد مجاہد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء کو یہ توفیق عنایت فرمائی۔ انہوں نے مرزائیوں کو للکارتے ہوئے تمام مکاتب فکر اور مختلف سیاسی نظریات رکھنے والے مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک اسٹیج پر اکھٹا کر کے 1953ء کی تحریک چلائی۔ اس وقت اقتدار پر قابض بعض حکمرانوں نے پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی ہدایت اور اس لعین کی مشاورت کے ذریعہ ختم نبوت کے پروانوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے دس ہزار کے قریب ناموس رسالت کے شیدائیوں کو شہید کیا اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو قید کر کے حکومتی اقتدار کی تاریخ میں سیاہ باب کا اضافہ اور اپنے لئے جہنم کے خریدنے کے اسباب بنائے۔ نشہ اقتدار میں ان بدمستوں کا خیال تھا کہ بس اب مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ عشق رسول ﷺ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے لیکن ان بدبختوں کو معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے تحفظ ناموس رسالت کی قسم کھائی ہے۔ آخر کار وہ وقت بھی پاکستان میں آیا اور 1953ء کے شہداء ختم نبوت کا خون رنگ لایا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں متفقہ طور پر ایک قرارداد کے ذریعہ دستور پاکستان میں یہ شق شامل کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکار غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پاکستان کی اقلیت کی لسٹ میں بحیثیت غیر مسلم چوہڑوں کے بعد ان کا اندراج ہو گا۔ 1953ء کی تحریک میں شہادت کا بلند رتبہ حاصل کرنے والوں کو پاکستان کی غیور مسلمانوں کی جانب سے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے 7 ستمبر کا دن پاکستان کا تاریخی یادگار دن بن گیا۔ اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد ایک بار پھر مسلمانوں نے مکمل اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کی جدوجہد میں کامیابی حاصل کی اور یہ قانون تعزیرات پاکستان کا حصہ بن گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی پیروکار اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکے گا' اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام نہیں دے سکے گا' اذان نہیں دے سکے گا' کسی بھی طریقہ سے قادیانیت کا پرچار نہیں

کر سکے گا' نیز شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکے گا' خلاف ورزی کی صورت میں قید و جرمانے کا سزاوار ہوگا۔ قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو عدالتوں میں چیلنج کیا۔ الحمد للہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عدالتی کارروائیوں میں بھرپور انداز میں حصہ لے کر قادیانیوں کے مقابل دلائل پیش کئے اور مسلم وکلاء نے اسلام اور رسول عربی ﷺ سے محبت اور عقیدت کا کچھ اس طرح اظہار کیا کہ رحمت خداوندی نے عدالتوں کے جج حضرات کے دماغ کے دریچے کھول دیئے اور وہ مسلم وکلاء کے دلائل سے پوری طرح مطمئن ہوئے اور امتناع قادیانیت کے نفاذ کے حق میں تاریخی فیصلے تحریر کر کے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہریں ثبت کر دیں۔ مگر مرزائیت اسلام سے بغاوت اور دجل و فریب کا دوسرا نام ہے۔ مرزائیوں نے مختلف طریقوں سے امتناع قادیانیت کے خلاف حرکتیں شروع کر کے آئین اور قانون سے بغاوت شروع کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے خلاف قانون کے مطابق عدالتی دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک بار پھر ابتدائی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ عدالتوں تک میں مرزائیوں کو رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ قانون آج بھی موجود ہے' عدالتی فیصلے بھی مسلمانوں کے حق میں ہو چکے ہیں' قانون کے محافظین بھی ہیں' قانون پر عمل کروانے والے ادارے بھی موجود ہیں۔ مگر معلوم نہیں یہ سب کیوں خواب غفلت کی چادر اوڑھے آئین اور قانون کی دھجیاں قادیانیوں کی جانب سے اڑاتے ہوئے دیکھ کر اور سن کر بھی حرکت میں نہیں آرہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے انتظار میں ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس نے بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کی ہے اس کی سزا اسی دنیا میں ضرور اس کو ملی اور آخرت کا دردناک عذاب بھی اس کو ضرور ملے گا۔ ملک اور بیرون ملک قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں کے مقابل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی کام کر رہی ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ مرزائیت کے مقابلہ میں ہر مکتبہ فکر کا مسلمان جہاں بھی ہے وہ اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مقام کے مطابق ختم نبوت کا مبلغ بن کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرے۔ اس ہی سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے علماء کرام' طلباء اور تعلیم یافتہ حضرات کو رد قادیانیت کے لئے تربیتی کورس کا پشاور میں اہتمام کر کے مرکزی مجلس کے مناظر شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کو تربیتی کورس میں لیکچر دینے کے لئے خصوصی طور پر دعوت دی اور مرکزی دار القرآن نمک منڈی کے تعاون سے شرکاء کورس کے قیام و طعام کا انتظام کیا۔ بحمد اللہ توقع سے بہت زیادہ حضرات شریک ہوئے' باقاعدہ شرکاء کی تعداد تقریباً دو سو تھی۔ اس کے علاوہ وقفے وقفے سے آنیوالے

بے شمار مسلمانوں نے استفادہ حاصل کیا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے پہلے دوروز مسئلہ ختم نبوت پر قرآن وحدیث اجماع امت کے حوالوں سے دلائل دیئے اور فرمایا کہ قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت ثابت ہے۔ آپ سلسلہ نبوت کے آخری تاجدار ہیں۔ آپ کے بعد منصب نبوت پر کوئی فائز نہیں ہو سکتا اور جو بھی بد بخت دعویٰ نبوت کرے گا وہ کذاب ودجال تو ہو سکتا ہے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ مولانا نے علماء مفسرین کے ارشاد اور ان کی تحریروں کے ذریعہ شرکاء کو حوالے نوٹ کرائے اور فرمایا کہ جس طرح قرآن حکیم کے نصوص قطعیہ سے تمام مفسرین حضرات نے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا ہے اسی طرح نبی آخریں محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ اور احادیث متواترہ بھی مسئلہ ختم نبوت پر دلائل قطعیہ کے طور پر ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت ثابت ہے۔ آپ نے مختلف احادیث کے حوالوں سے دلائل دے کر ختم نبوت پر بحث کی اور منکرین ختم نبوت کے ایک ایک اعتراض کو دلائل سے رد کرتے ہوئے شرکاء کورس کو متوجہ کیا اور آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت پر دلائل ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر کافی وشافی ہیں اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کے کفر پر اس سے بڑھ کر کسی بھی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی چونکہ آقائے مدنی ﷺ نے بعد میں مدعیان نبوت کے لئے "کذابون دجالون" کے الفاظ فرمائیں ہیں۔ اس بنا پر اکابرین امت نے قرآن وحدیث کی تصریحات پر خصوصی توجہ فرمائی۔ مولانا نے اکابرین کی تصریحات بیان کرتے ہوئے ان کے اقوال کے حوالہ جات نوٹ فرماتے ہوئے علماء امت کے فتاویٰ پر بیان فرمایا اور دلائل کی روشنی میں آپ ﷺ کے بعد مدعیان نبوت کے کفر کو ثابت کیا اور کہا کہ قرآن وحدیث 'اکابرین امت اور علماء امت کے فتاویٰ ہی کی وجہ سے پاکستان کی قومی اسمبلی اور ماتحت عدالتوں سے لے کر سپریم کورٹ تک نے بھی کذاب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کے کفر پر مہر لگا کر یہ ثابت کر دیا کہ پوری امت مسلمہ محمد عربی ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کے کذاب دجال اور کافر وزندیق ہونے پر متحد ومتفق ہے اور اس مسئلہ میں کسی بھی قسم کا اختلاف نہیں۔ آپ کے یہ دلائل دوروز جاری رہے۔ تیسرے روز آپ نے مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی پر قرآن وحدیث سے دلائل ارشاد فرمائے اور قادیانیوں کے ایک ایک اعتراض پر بحث کرتے ہوئے دلائل سے یہ ثابت کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد

شریعت محمدیہ ﷺ کے پابند ہوں گے۔ اس سلسلہ میں مولانا نے مناظرانہ انداز میں کہا کہ مرزائی عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی بحث چھیڑ کر مرزا قادیانی کو مسیح بنانے کے چکر میں ہیں لیکن میرا دعویٰ معہ دلائل ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی بھی قادیانی شریف انسان ثابت نہیں کر سکتا۔ پہلے اس خبیث کو شریف ثابت کر دو پھر مسیح کی بات ہو گی۔ مولانا کی للکار نے مرزائیت کے اعتراضات کا پول کھول کر رکھ دیا اور شرکاء کورس مولانا کے دلائل پر داد تحسین پیش کرتے رہے۔ چوتھے اور آخری روز مولانا نے کفریات مرزا پر دلائل دیئے اور مرزائیت کا ایک قابل جراح کی طرح کچھ اس انداز میں پوسٹ مارٹم کیا کہ مرزائیت کے ایک ایک اندام سے کفر ودجل واضح ہو رہا تھا۔ مرزائیوں کی کتابوں کے حوالے اور مرزا غلام احمد کذاب کی اپنی ہی تحریریں اسی کے کفر پر دلالت کر رہی تھیں۔ اسی موقع پر مولانا نے ان علماء کرام اور ان کے ساتھیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جن کی شب وروز کی سعی جدوجہد اور کوششوں نے مرزائیوں کے کفر سے مسلمانوں کو بچا کر تحریر اور تقریر کے میدان میں کام کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل کی۔ آج دنیا بھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی جدوجہد ان کا اور ان کے معاونین کا صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا نے تمام شرکاء سے اپیل کی کہ آپ سب دینی علوم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اپنے اپنے علاقہ میں ختم نبوت کے مبلغ اور رضاکار کی حیثیت سے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور رد قادیانیت کے متعلق بھرپور طریقہ سے جدوجہد کر کے رسول کریم ﷺ کے ذاتی محافظ کی صورت اختیار کر کے شفاعت محمد عربی ﷺ کے اپنے آپ کو مستحق بنائیں۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ اور اس کی تمام ذیلی شاخیں آپ سے ہر قسم کا مکمل تعاون کریں گی۔ شرکاء نے اس سلسلہ میں کام کرنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے ختم نبوت کے کام کو اپنی نجات کا ذریعہ بتایا اور تمام شرکاء کو کلمہ طیبہ کی توہین کا پشتو ایڈیشن 'شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی اردو ایڈیشن اور مجلس کا مطبوعہ لٹریچر مفت دیا گیا۔

رد قادیانیت کورس کے سلسلہ میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے چار روزہ قیام پشاور کے دوران زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے مجلس پشاور نے ان چار دنوں میں مختلف مرکزی جامع مساجد میں قرآن حکیم کے درسوں کا اہتمام کیا۔ جامع مسجد قبا نوتھیہ' جامع مسجد گنج علی خان' جامع مسجد

آسیا' جامع مسجد گل بہار' جامع مسجد ہشت نگری اور جامع مسجد سول کوارٹران چھ مقامات پر مولانا نے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کی ارتدادی سرگرمیوں کے متعلق مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی بیان کی اور کہا جبکہ مرزائی اپنے کذاب نبی اور جھوٹے مذہب کے لئے سرگرداں ہیں اور مرزائیت کے پرچار کی کوشش کررہے ہیں کیا ہم پر یہ فرض نہیں کہ اپنے سچے نبی محمد عربی ﷺ اور سچے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے کام کریں۔ مولانا نے ان مواقع پر اپنے مخصوص انداز میں صحابہ کرامؓ اور اسلاف کی اسلام کی تبلیغ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں سعی اور کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر گامزن ہو کر جدوجہد کرنے کی تلقین فرمائی اور کہا کہ مجلس سے لٹریچر مفت حاصل کریں۔ خود مطالعہ کریں اپنے ساتھیوں کو پڑھائیں اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے اس سفر میں شرکت فرمایئے۔ الحمد للہ یہ درس قرآن حکیم بھی بہت کامیاب رہے۔
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی اور اراکین مجلس نے مرکزی دارالقراء کے مہتمم جناب قاری فیاض الرحمٰن صاحب دارالقراء کے تمام سٹاف شرکاء کورس' شرکاء درس کا شکریہ ادا کیا کہ ان کے مخلصانہ تعاون اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کارروائی بطریق احسن انجام پائی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آئندہ وقتاً فوقتاً اس طرح کے تبلیغی پروگرام ترتیب دیا کرے گی۔ اراکین نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ رد قادیانیت کے سلسلے میں ہر قسم کے لٹریچر کے لئے ہم سے رابطہ کریں اور مرزائیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے ہمیں مطلع کریں۔ ہم انشاء اللہ اس سلسلہ میں ہمہ وقت تعاون کے لئے تیار ہیں۔ اجتماعات میں اسلام کی سربلندی' ملک کی سالمیت اور بقاء' دنیا بھر میں مسلمان مجاہدین کی کامیابی کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس سانگلہ ہل

24 نومبر 1999ء کو سانگلہ ہل کے نواحی گاؤں چک نمبر 45 نزد فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل میں پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد صدیق نقشبندی نے فرمائی۔ کانفرنس میں مولانا قاری عمر' مولانا شوکت علی اور مفتی اظہار القیوم نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آخر میں ایک قرارداد

کے ذریعے چیف ایگزیکٹو سے مطالبہ کیا گیا کہ آئین میں موجود اسلامی دفعات کو عبوری حکم میں تحفظ فراہم کیا جائے۔ کانفرنس کے انعقاد میں مجلس تحفظ ختم نبوت سانگلہ ہل کے رہنماؤں جاوید احمد اعوان' رانا جماعت علی معصومی' محمد طارق محمود' مولانا غلام مرتضیٰ' محمد رفیق' مولانا قاری محمد عمر نے بھرپور حصہ لیا۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس جابہ

19نومبر 1999ء بروز جمعۃ المبارک کو یک روزہ ختم نبوت کانفرنس مسجد ختم نبوت جابہ میں منعقد ہوئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ محمد حیات نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ حافظ حسین احمد اور صوفی ارشاد احمد چار یاری نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس سے حضرت مولانا خدا بخش' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبدالرحمٰن عثمانی' صاحبزادہ طاہر محمود عثمانی' مولانا محمد عثمان' مولانا قاضی محمد طیب نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے آخری مقرر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری تھے۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت' نزول و حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل بیان فرمایا۔

چیف ایگزیکٹو قادیانی سرگرمیوں کا نوٹس لیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ 1973ء کے آئین کے معطل ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی سرگرمیاں اشتعال انگیز حد تک بڑھ رہی ہیں۔ جو کسی بڑی تحریک کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامعہ حنفیہ حسینیہ سلانوالی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ 1974ء کی آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کہ پیچھے ایک سو سال کی جدوجہد اور قربانیاں ہیں اور یہ آئینی ترمیم واحد ترمیم ہے کہ پوری قوم اس پر متفق ہے۔ جس پر پاکستان کی تمام سیاسی و دینی جماعتوں کے اعلیٰ ترین قائدین کے دستخط ہیں۔ جس سے قادیانیوں کی آئینی حیثیت واضح کی گئی ہے۔ قادیانی قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے پہلے دن ہی سے دائرہ اسلام سے خارج تھے۔ لیکن تقریباً ایک سو سال محنت کر کے انہیں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا۔ اگر یہ ترمیم ختم کی جاتی ہے تو پوری قوم اٹھ کھڑی ہوگی اور مرزائیوں کے خلاف آخری اور فیصلہ کن تحریک چلانے پر مجبور ہوگی۔ ملک عزیز اندرونی حالات کی وجہ

سے کسی قسم کی تحریک کا متحمل نہیں۔ انہوں نے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کیا کہ وہ فی الفور قادیانیت سے متعلق ترامیم کی بحالی کا اعلان کریں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

مبارک باد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے عہدیداروں مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد' قاری محمد یوسف عثمانی' مولانا عبدالقدوس عابد' حافظ شیخ بشیر احمد' حافظ احسان الواحد' پروفیسر حافظ محمد انور' پروفیسر محمد اعظم گوندل' چوہدری غلام نبی' حافظ محمد ثاقب' محمد امان اللہ قادری' سید احمد حسین زید' مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ شوکت محمود صدیقی نے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے صدر جناب نوید انور نوید ایڈووکیٹ کو پنجاب بار کونسل کا ممبر منتخب ہونے پر مبارک باد دی ہے۔ رہنماؤں نے کہا کہ ہمیں توقع ہے کہ موصوف وکلاء برادری کے حقوق کی پاسداری کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھی سرگرم کردار ادا کر کے ابدی سرخروئی حاصل کریں گے۔

استاذ القراء حضرت مولانا قاری فضل ربی انتقال فرماگئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے امیر وناظم استاذ العلماء حضرت مولانا قاری فضل ربی یکم نومبر 1999ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا قاری فضل ربی مرحوم کا شمار ملک کے نامور جید قراء اور علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نہایت نیک تہجد گزار عالم باعمل اور مانسہرہ کے دینی حلقوں میں نہایت ہی مقبول تھے۔ ختم نبوت کے ساتھ دلی لگاؤ تھا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر دن رات کام کیا۔ آپ عرصہ سے جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ آپ کے انتقال کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ طرح پھیل گئی۔ آپ کے تمام شاگرد آپ کی میت کو کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مانسہرہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ نماز جنازہ سے پہلے حضرت مولانا حسن جان نے ہزاروں علماء کے ساتھ آپ کے جانشین قاری احسان اللہ کی دستار بندی فرمائی۔ آپ کے جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ یہ جنازہ مانسہرہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ آپ نے سوگواروں میں ایک بیوہ' 9 صاحبزادے' اور 3 صاحبزادیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت

برکاتہم العالیہ' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا و دیگر جماعتی رفقاء نے قاری فضل ربی مرحوم کے لئے دعا کی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

انتقال پر ملال

تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے ممتاز رہنما غلام قادر اعوان گزشتہ ماہ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ ان کا شمار تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ مرحوم نے ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ نماز جنازہ میں علماء کرام اور تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ختم نبوت یوتھ فورس ایبٹ آباد کے صدر وقار گل جدون' جنرل سیکرٹری ایچ ساجد اعوان' سٹی ایبٹ آباد کے صدر انجم نواز جدون اور جنرل سیکرٹری اعجاز احمد نے مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا فرمائی۔

حافظ محمد امجد کو صدمہ

حافظ محمد امجد ہمدرد دواخانہ شاہی بازار سکھر والے کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ نیک' صالح' صوم و صلوٰۃ کی پابند عورت تھیں۔ مرحومہ کے انتقال پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' سکھر کے آغا سید محمد شاہ' قاری خلیل احمد' مولانا محمد حسین ناصر نے مرحومہ کے بیٹے حافظ محمد امجد علی' لیاقت علی محمد سعید' محمد شکیل سے گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے بلندی درجات کی دعا فرمائی۔

قارئین سے ضروری درخواست

قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ وہ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں ملک و ملت کے استحکام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے والی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام رفقاء و کارکنوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اخلاص بھری کوششوں میں برکت نصیب فرمائیں۔

ادارہ

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : امریکی فرعون کے خلاف اعلان جہاد

مرتبہ : مولانا محمود الحسن محمود فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

صفحات : 344

قیمت : =/200 روپے

ملنے کا پتہ : نفیس اکیڈمی اندرون جامعہ اشرفیہ لاہور

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے امارت اسلامیہ افغانستان' مجاہد اسلام اسامہ بن لادن اور دینی مدارس کے خلاف امریکی یلغار کو روکنے کے لئے جرات مندی کے ساتھ آنکھیں دکھلائیں تو امریکی فرعون اپنے مذموم پروگرام سے رک گیا۔ بلکہ اس نے دنیا بھر کے 68 ممالک میں اپنے سفارت خانے بند کر دیئے۔ جولائی' اگست 1999ء میں مولانا موصوف نے کراچی سے خیبر تک اور گوادر سے میران شاہ تک پورے ملک میں امریکی دہشت گردی کو للکارا تو ملک بھر کے محب وطن عناصر' نامور صحافیوں اور کالم نگاروں نے تحسین کے ڈونگرے برسائے تو موصوف مرتب نے ان تمام کالم نگاروں کی آراء کو اخبارات کی تہوں سے نکال کر کتابی شکل دی اور یوں قائد جمعیت کے متعلق میڈیا کے خراج تحسین کو یکجا کر دیا۔

کتاب کئی ابواب پر مشتمل ہے :(1)...... پہلے باب میں کالم نگاروں کی آراء (2)......دوسرے باب میں انٹرویوز (3)...... تیسرے باب میں اداریئے (4)......باب میں تجزیئے (5)......پانچویں باب میں رپورٹس (6)...... متفرقات (7)...... خطوط

کتاب آفسٹ پیپر پر طبع ہوئی ہے۔ سرورق جمعیت علمائے اسلام کے جھنڈے سے مزین ہے۔ لاہور میں منعقدہ عظیم الشان امریکہ مردہ باد ریلی سے قائد جمعیت کے خطاب کی تصویری جھلک۔ امریکی فرعونیت کے دم توڑتے مستقبل پر ماتم کناں جلتا ہوا نین جیک۔ پوری دنیا پر اپنے منحوس پنجے گاڑے ہوئے امریکی گرگٹ اور اس کی آنکھوں میں ترازو تیر۔ کتاب قابل قدر کاوش ہے۔ کاش پروف ریڈنگ

وقت نظر سے کرلی جاتی تو کتاب کو چار چاند لگ جاتے۔ خداوند قدوس موصوف کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

نام کتاب : ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ کا مولانا حبیب اللہ امرتسری نمبر

صفحات : 138

قیمت : =/30 روپے

ملنے کا پتہ : مجلس حزب الانصار مرکزی شیر شاہ سوری جامع مسجد بھیرہ ضلع سرگودھا

زیر نظر رسالہ کا اجراء اکابرین امت نے 1925ء سے کیا تھا۔ اس وقت تک بحمدہ تعالیٰ رسالہ جاری وساری ہے۔ یہ سب کچھ ان اکابر کے اخلاص کا صدقہ ہے۔ اس رسالہ کے ماضی میں کئی خصوصی نمبرات شائع ہوئے۔ ملک بھر میں ان کی پذیرائی ہوئی۔ حال ہی میں نومبر 1999ء کا یہ خصوصی شمارہ مجاہد فی سبیل اللہ قاطع قادیانیت حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری کے رد قادیانیت پر رسائل کا مجموعہ ہے۔ اپنے طور پر حضرت مولانا صاحبزادہ ابرار احمد صاحب بگوی اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے اسے خوبصورت وجامع بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ابتداء میں مصنف مرحوم کے تعارف پر ایڈیٹر کا گرانقدر مضمون ہے۔ نمبر پر تقریظ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ خوبصورت رنگین ٹائیٹل ایڈیٹر اور کارپردازان رسالہ کے عمدہ ذوق کی دلیل ہے۔ امید ہے کہ رد قادیانیت کا ذوق رکھنے والے حضرات اس نمبر کی پذیرائی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے۔

نام کتاب : سیرت طیبہ

مصنف : مولانا فقیر اللہ حقانی

ملنے کا پتہ : طالبان کتب خانہ بالمقابل ٹھنڈی جامع مسجد پولیس لائن لورالائی۔

حضرت مولانا فقیر اللہ حقانی نے رحمت دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے وفات مبارک تک کے تمام چیدہ چیدہ واقعات کو باحوالہ علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کرکے جمع کردیا ہے۔ سیرت طیبہ پر انتہائی مختصر مگر جامع ومانع ایمان پرور مجموعہ ہے۔ بہت ہی دلسوزی وعرق ریزی سے واقعات کو عمدہ ترتیب سے جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نواز کر عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

دنیا بھر کے مناظرین و مبلغین اور فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنیوالوں کیلئے خوشخبری

قادیانی شبہات کے جوابات شائع ہوگئی ہے

مسئلہ ختم نبوت' رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہؐ کے علماء و اہل قلم نے گرانقدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آب دار مالا تیار کر دی گئی ہے۔ اس نئی ترتیب میں جدید و قدیم قادیانی اعتراضات کے جامع و مانع مسکت' دندان شکن جوابات جمع کر دیئے گئے ہیں۔

خصوصیات

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بددین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیاتؒ کی عمر بھر کی ریاضت و فتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

د...... پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ' مولانا سید محمد علی مونگیریؒ' مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' مولانا محمد چراغؒ' مولانا محمد مسلم دیوبندیؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ' مولانا عبداللہ معمارؒ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا گیا ہے۔

ھ...... مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا' اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ' مولانا منظور احمد' مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا' مطبوعہ یا مخطوط جو بھی میسر آیا موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

الحمدللہ ! اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہوگئی ہے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے شائع ہوگیا ہے۔ قیمت 60روپے بذریعہ ڈاک 80روپے وی پی نہ ہوگی۔

نوٹ: پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز ہوا تھا مگر اب" قادیانی شبہات کے جوابات" رکھا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ : ناظم دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان' فون :514122

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

اب بھی وقت ہے

مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے ''یاجوج ماجوج دو بلند اقبال قومیں ہیں'' یاجوج ماجوج کے بارے میں لکھتے وقت وہ یہ بالکل بھول گیا بلکہ یہ بات اس نے دانستہ بھلا دی کہ یاجوج ماجوج کے بارے میں ہمیں آخر اللہ تعالیٰ نے اور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے تو یاجوج ماجوج کے بارے میں کسی نے اس امت کو کچھ نہیں بتایا تو آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کے بارے میں احادیث کی کتب میں کیا لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''حتیٰ کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے تیز رفتاری کے ساتھ اتریں گے۔'' (سورۃ انبیاء)

''یاجوج ماجوج قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔'' (مسلم ابو داؤد)

''لوگ امن چین کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔ (مسلم حاکم)

''یاجوج ماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کی بات نہ ہوگی۔'' (مسلم)

''یاجوج ماجوج اتنی بڑی تعداد میں تیزی سے نکلیں گے کہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔'' (مسلم)

''وہ پہاڑوں کو روند ڈالیں گے' زمین پر تباہی مچادیں گے اور سمندر کے سمندر پی جائیں گے۔'' (حاکم مسلم)

''آخر کار یاجوج ماجوج کہیں گے زمین والوں پر تو ہم غلبہ پا چکے آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔ (حاکم)

''(ان سے بچنے کے لئے) اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو حکم فرمائیں گے کہ وہ مسلمانوں کو کوہ طور پر جمع کرلیں۔'' (مسلم)

''یاجوج ماجوج کی وجہ سے عیسیٰ ابن مریم اور مسلمان گھر کر رہ جائیں گے۔ تب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کریں گے کہ وہ یاجوج ماجوج کے لئے بد دعا فرمائیں تو وہ بد دعا فرمائیں گے۔ (مسلم)

''اس بد دعا پر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں اور کانوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائیں گے۔ اس سے ان کے حلق میں ایک پھوڑا نکلے گا جس سے ان سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور وہ سب اچانک ہلاک ہو جائیں گے۔ (مسلم' حاکم وغیرہ)

''اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے لیکن پوری زمین ان کی لاشوں سے بھری ہوگی جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ لمبی گردنوں والے پرندے بھیج دے گا جو ان کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک دیں گے۔ (مسلم)

''پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائیں گے کہ زمین کو آئینہ کی طرح صاف کر دیں گے اور زمین اپنی اصلی حالت پر پھلوں وغیرہ سے بھر جائے گی۔

واضح ہوا یاجوج ماجوج قیامت کی نشانی ہیں' ایک فتنہ ہیں' زمین پر تباہی مچائیں گے' اس فتنہ سے بچنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کو کوہ طور پر پناہ لینا پڑے گی پھر حضرت عیسیٰ ان کے لئے بد دعا فرمائیں گے اور اس طرح ان کا خاتمہ ہوگا لیکن مرزا نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج دو بلند اقبال قومیں ہیں۔ اقبال نصیب کو کہتے ہیں۔ یعنی مرزا کا مطلب ہے بلند نصیب والی دو قومیں' لیکن یہ تمام احادیث مرزا کی اس بات کے بالکل الٹ مرزائیوں کو کچھ اور سبق دے رہی ہیں کہ اب بھی وقت ہے خود کو جہنم سے بچالو اور مرزا کے جھوٹے ہونے کا اعلان کر کے اسلام قبول کرلو۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سے تعاون کی اپیل

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔

○ 〃 〃 〃 〃 قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔

○ 〃 〃 〃 〃 عدالتوں میں قادیانی۔ مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے

○ 〃 〃 〃 〃 کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں دار التصنیف و عظیم الشان لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ۔ مبلغین۔ دفاتر۔ لٹریچر۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت۔ و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ۔ صدقات۔ عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

آپ کا مخلص

عزیز الرحمن جالندھری

ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس زکوٰۃ و صدقات کی رقوم اپنے درجن بھر سے زائد مدارس پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی ضرور صراحت فرمائیں۔ امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

دفتر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون نمبر 514122